سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی عہ۔ معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمد | Reg. No. L CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سرِ این صد

جلد ۹ | مورخہ ۹ ۔ شوال ۱۳۲۸ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء مطابق ۲۸ اسوج سمت ۱۹۶۷ | نمبر ۴۸ و ۴۹

سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہٗ | دار الامان ہمارا جنت نشاں ہمارا

ہمارے امام علیہ السلام کی عید

سوال ۔ جناب مرزا صاحب عید کے روز نماز کیوں کر پڑھتے تھے ۔ بعد نماز گلے ملنے کی رسم ان کے ہاں تھی یا نہیں؟ اظہار مسرت کے لئے اور کیا طریقے استعمال فرماتے تھے ۔ احباب و اقارب سے اس دن کیوں کر ملتے تھے ۔ سیر و تفریح میں اس روز کوئی جداگانہ خصوصیت ہوتی تھی ؟ عید کے دن کچھ خاص اعمال یا اشغال بھی کرتے تھے ؟ خود آپ کا کیا معمول ہے ۔

جواب ۔ جناب کا استفسار پڑھ کر دیر تک میں متعجب رہا ۔ اور دنیوی عجائبات کا مطالعہ کرتے کرتے قریب تھا ۔ کہ میری حالت وجد میں آجاوے ۔ بلکہ ایک قسم کا وجد رہا ۔ اس وقت مجھے افاقہ ہے ۔

مولانا فقہائے کرام نے جس قدر قیاس اور استحسان سے مسائل اور حوادثات پر باریک بینوں سے کام لیا ہے ۔ اسکو اگر ایک کتاب میں لکھا جاوے اور صوفیائے کرام کی تحقیقات اور مکاشفات اور حالات وجد کو ساتھ ملا دیں ۔ اور ایک پلڑے میں رکھیں ۔ اور ڈیڑھ سو آیت قرآن جو اصل اور سرمایہ احکام فقہیہ ہے ۔ اور ڈیڑھ سو صحیح حدیث جو کہ مدار احکام فقہیہ علاوہ قرآن کریم کے ہے کو ایک طرف رکھا جاوے تو ان لوگوں کے انصاف پر جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت فتاویٰ تیار کر رہے ہیں کیا وجد آسکتا ہے کہ نہیں ۔

مرزا صاحب کے متعلق میں جناب کو ایک شعر سناتا ہوں جو میں نے ان کی زبان سے علیٰ رؤس الاشہاد سنا ہے ۔

زہد و ورع کوشش و صدق و صفا

و لاکن میفزائے بر مصطفیٰ

اس شعر کے بعد جناب کا جواب کافی سے زیادہ ہو سکتا ہے مگر پاس خاطر سے عرض ہے ۔ عید کے دن مرزا صاحب غسل فرماتے اور تجدید لباس کرتے اور خوشبو لگا کر مع احباب کے عیدگاہ میں تشریف لیجاتے تھے اور گاہے اس جامع مسجد میں جہاں ہم لوگ جمعہ پڑھتے ہیں وہاں بھی عید پڑھ لیتے تھے ۔

عید کا خطبہ ہمیشہ یہ خاکسار پڑھ دیتا تھا یا مولوی عبد الکریم والپسی میں دوسرے رستے سے گھر میں تشریف لاتے تھے ۔

صدقۃ الفطر پہلے جمع کیا جاتا تھا اور قربانی کی عید میں بعد نماز کے معاً قربانی کرتے تھے ۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے گلے لگے ہوں یا کسی کو پان دیا ہو ۔ عیدگاہ میں ہی نئے آئے ہوئے دوست مصافحہ کر لیتے تھے ۔ سیر و تفریح کے لئے کہیں نہیں جاتے تھے کوئی خصوصیت نہ تھی ۔ اقارب سے بھی کوئی خصوصیت کی ملاقات اسدن نہیں کرتے تھے ۔ راستہ میں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ پڑھنے کی عادت تھی ۔ مگر آہستہ پڑھتے تھے اور بعض لوگ بلند آواز سے پڑھتے تو روکتے نہ تھے ۔ والعید من متبعیہ ۔ مکرر عرض ہے ۔ کہ معانقہ عام طور پر قطعاً ان کی عادات میں نہ تھا ۔ والسلام ۔ نور الدین

سوال آیا تار خبر پر عید ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ جواب از امیر المؤمنین (تار خبر معتبر ہے ۔ عید کر لی جاوے)

نیم ملاں ۔ ایک شخص نے ایک ملاں سے کہا میرا بھائی قریب المرگ ہے روزہ افطار کرے کہا جائز نہیں اتنے میں وہ مر گیا جنازہ کے لئے عرض کیا گیا تو ملاں بولا ۔ حرام موت مرا ہے اس مرنے والے کے بھائی نے اُسے بھی قتل کر دیا ۔ یہ واقعہ تحصیل چنیوٹ کا ہے (سراج)

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

حال میں پنجاب پلیگ کمیٹی کی جانب سے رپورٹ شائع ہو گئی ہے جس میں مرقوم ہے کہ آج تک اسمیں سات لاکھ روپیہ صرف ہو چکا لیکن سب فضول ثابت ہوا طاعون کی دوا نہیں ملی پلیگ کا مریض ڈاکٹر کے گھر نہیں جاتا دوا و دیگر طریقے سے جراثیم کا تلف کرنا لا حاصل ہے چوہوں کا مارنا بھی بے فائدہ ہے ۔

یہ ہمارے مسلمان ایڈیٹر ہیں

"نور جہاں کے مقبرہ اور تاج کے اوپر علاوہ گل و گلزار کے روشنی کا وہ عالم ہے ۔ کہ فرشتوں کی آنکھیں دیکھتے دیکھتے ششدر اور چکا چوند ہو جاتی ہیں" ۔ سراج الاخبار اس پر ندامت کا اظہار کرے ۔ (جہلم میں)

خلاف سنت کارروائی

مولوی محمد فیروز الدین صاحب نے پہلے بہت دیر تک وعظ فرمایا ۔ پھر ۱۰ بجے

(بدر پریس قادیان میں میان معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا ۔)

حل چیستان کا معاملہ

مجلس اتحاد المسلمین کے ممبر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خدمت مین

بذریعہ تحریر ہذا گذارش ہے۔ ایک عرصہ ہوا۔ کہ آپنے ایک مضمون بعنوان چیستان میرزا شائع کیا تھا۔ اور جس کے حل ہوجانے پر ایک معقول رقم انعامی دینے کا وعدہ تھا آپکے اعلان کے مطابق راقم سطور کی طرف سے اوسکا حل اونہی ایام مین جناب کی خدمت مین پیش کردیا گیا تھا۔ نہ معلوم کن عذرات کی بنا پر آپنے وہ رقم نہین بھیجی۔ اور اس وقت تک ادائیگی روپیہ کا معاملہ ملتوی چلا آتا ہے ان دنون آپکے اخبار مین ایک مجلس اتحاد المسلمین کا اعلان پڑھکر جس کے آپ بھی ممبر ہین۔ اور جس کے اغراض مین یہ بات شامل ہے۔ کہ اندرونی تنازعات کا تصفیہ اس کے ذریعہ سے ہو۔ مجھے خیال آیا کہ یہ معاملہ ادائیگی روپیہ کا جو میرے اور آپکے درمیان متنازع ہے۔ کیون نہ اس مجلس اتحاد مین پیش کیا جاوے۔ کیا آپ اس بات پر میرے ساتھ اتفاق کرتے ہین۔ کہ یہ معاملہ اس مجلس مین پیش ہو۔ اور میرا اور آپ کا ایک پرانا تنازع تصفیہ پاجاوے۔ فضل الدین (اوتی) از قادیان

مدینۃ المسیح

ماہ رمضان المبارک بخیر و عافیت گذر گیا۔ ان ایام مین تدارس قرآن کی سنت کو بتحریک حضرت امیر نہایت محبت و شوق سے ادا کیا گیا۔ خود جناب امیر باوجود ضعف و بیماری کے ایک پارہ کا روز درس دیتے رہے ہین انشاء اللہ عنقریب پارہ ۲۹ و ۳۰ کے نوٹ لکھے جاوینگے۔ مسجد مبارک مین حافظ نصیر حسین صاحب نے پچھلی رات قرآن سنایا۔ جو اکیسوین کو ختم ہوگیا۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے طور پر تہجد پڑھتے رہے اور مسجد اقصیٰ مین حافظ محمد ابراہیم صاحب اول رات بیس رکعت مین قرآن سناتے رہے۔ جو ستائیسوین کو ختم ہوا۔ سید عبد الستار شاہ صاحب کے دو لڑکے حافظ قرآن ہین۔ انہون نے بھی چند راتین قرآن شریف سنایا۔ بلکہ مسجد نور مین بھی ایک لڑکا قرآن سناتا رہا۔

(۲) مسجد مبارک مین صاحبزادہ میرزا محمود احمد و چوہدری غلام احمد صاحب کریام اور منشی محمد نصیب صاحب محرر دفتر سیکرٹری اور میان محمد حسن صاحب دفتری میگزین اور شیخ عبد الرحمان صاحب نو مسلم لاہوری اور مسٹر محمد فقیر اللہ صاحب بی اے اور مسجد اقصیٰ مین سید ولی اللہ شاہ صاحب اور خان محمد رفیع خان صاحب طالب علم ویٹرنری اور شیخ عبد الرب صاحب نو مسلم معتکف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانون کو منعم علیہم گروہ کے برکات سے متمتع کرے۔ ہم نے یہ نام صرف تحریک کے لئے لکھے ہین۔ کہ اس زمانہ کے عظیم الشان مجدد کی تعلیم اور قوت قدسیہ نے کہان تک آجکل کے پڑھے ہوؤن پر بھی مذہبی رنگ چڑھا دیا ہے۔

(۳) مرزا خدا بخش صاحب کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اس کا نام عبد الرحمان رکھا گیا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔

(۴) شیخ غلام احمد صاحب حسب الحکم۔ منٹگمری۔ شاہپور لائل پور۔ کی طرف وعظ کرنے تشریف لاتے ہین۔ احباب ان کے مقصد مین معاون ہون۔ اور ان کے لئے تبلیغ کے مواقع مہیا کرنے مین ساعی ہون۔

(۵) بورڈنگ کے کمرون پر چھت پڑگئی ہے۔ فرش بننا باقی ہے۔ پھر انشاء اللہ بورڈنگ باہر منتقل ہوسکیگا۔

(۶) مفتی محمد صادق صاحب۔ مکرم مولوی محمد سرور صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی معیت سے اٹاوہ۔ کانپور کے جلسون مین شریک ہونے کے لئے گئے ہین۔ اللہ انہین فائز المرام واپس لائے۔

(۷) صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب چند روز کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہین۔

(۸) ۵ ستمبر سے عصر کا درس قرآن بند تھا۔ ۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء سے پھر شروع ہوگیا ہے۔

(۹) میر ناصر نواب صاحب بانی انجمن ضعفاء ماہ رمضان سے پہلے دورہ پر نکلے تھے۔ تا حال آپ دورہ پر ہین آجکل گنگا کی طرف ہین۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی جمیلہ کو مشکور کرے

(۱۰) ایک انجمن بنام [illegible] بتحریک منشی فخر الدین صاحب ملتانی قائم ہوئی ہے۔ جس کا اجلاس ہفتہ وار ہوتا ہے مذہبی مضامین پر تقریرین کرنے کی مشق کرنا۔ اس کا مقصد ہے

(۱۱) ماسٹر عبد الرحمان صاحب اپنے دیگر بھائیون کے ساتھ تقریباً ہر شب رات کو کوٹھون پر قرآن سناتے ہین۔ تبلیغ کے لئے یہ بہت عمدہ طریق ہے۔ باہر اردگرد کے دیہات مین بھی جاتے ہین۔

(۱۲) پیر غلام غوث محمد صاحب گولیکی اور حافظ احمد اللہ صاحب حسب الحکم مع چند دیگر احباب کے حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے ہین۔ اللہ تعالیٰ انہین بخیر و عافیت واپس لائے۔

ریویو کتب

تحفۃ العرب۔ ہمارے سید محمد عبد الحی العرب صاحب ہمت بلند کی ایک مثال ہین۔ باوجود بے سر و سامانی کے مین نے دیکھا ہے کہ وہ بڑے بڑے حجم کی کتابین چھپوا لیتے ہین۔ اور اپنے وقت کا بہت سا حصہ تصنیف و تالیف مین خرچ کرتے ہین۔ چنانچہ حال مین آپنے تحفۃ العرب ایک ۴۴ صفحہ کا عربی رسالہ نہایت ہی عمدہ چکنے و چمکدار کاغذ پر ڈبل اجرت خرچ کرکے چھپوایا ہے جسے دیکھ کر دل مین آرزو پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس کا خط بھی ایسا ہی خوشخط ہوتا۔ آپنے اسمین وفات مسیح کے لئے ۳۵ آیات دی ہین۔ اور پھر ہر ایک کے معنون کی توضیح کے لئے اگلے مفسرین کی تفسیرون سے عبارتین نکال کر درج کی ہین۔ پھر سلف صالحین کے اقوال درباره وفات مسیح جمع کئے ہین پھر حضرت مرزا علیہ السلام کے موعود ہونے کا ثبوت مختصر لفظون مین دیکر جناب امام مہدی کے کلام نثر و نظم (اعجاز المسیح کریم) کا نمونہ دیا ہے۔ ۲ر قیمت ہے۔

ملنے کا پتہ۔ عرب عبد الحی۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

وید کے ظہور مین فتور

مصنفہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب ساکن اروپ۔ آپنے نہایت متانت کے ساتھ آریہ عقائد متعلقہ ظہور وید کی تردید کی ہے۔ اور قرآن جدید کے نام سے جو مسلمانون کی دل آزاری کی گئی ہے۔ اس خصوص مین بھی نہایت لطیف جواب دیا ہے۔ کہ وید کے الہام کا بعد تمہارے اصول کے خلاف ہے۔ صفحہ ۳۲۔ قیمت ۱ر

آزادی کا راج

صوفی لچھمن پرشاد بکنگ کلرک بھٹنڈہ نے امن اور ہندو مسلمان کے باہم اتفاق کے متعلق اہل ملک کو مفید مشورہ دیا ہے۔ بارہ صفحہ کا رسالہ مفت شائع کیا ہے۔

سومنگلا

ایک مذہبی ناول جسمین تناسخ کے شرمناک نتائج کو قصہ کے پیرایہ مین دکھلایا گیا ہے۔ لٹریچر کا خاص طرز ہے۔ مصنفہ۔ ایڈیٹر صاحب "نور"۔ قادیان قیمت ۲ر حجم ۹۶ صفحہ

نعرۂ حیدری حصہ اول و دوم ذو الفقار علی

نعرہ حیدری حصہ اول و دوم کا مین نے بخوبی مطالعہ کیا۔ ان ہر دو حصہ مین سوا لچر اور بیہودہ اعتراض کے مصنف صاحب نے کوئی عالمانہ بحث نہین کی قرآن شریف کی کسی دلیل کو توڑ کر نہین دکھایا حضرت محمد صاحب کی ذات بابرکات پر جو حملے کئے ہین اندھا دھند ہی کردئے ہین۔ کوئی تاریخی ثبوت نہین۔ نہین کیا مصنف صاحب مین کوئی علمی لیاقت نہین پائی جاتی۔ آریہ سماج مین ناموری کی خاطر ذلیل ہوگئے ہین۔ امید نہین کہ مصنف صاحب نے قرآن شریف دیکھا بھی ہو۔ قرآن شریف مین جو باریکیان ہین اور جس قدر روحانی نظارے ہین اور جس قدر فلاسفی اکمل ہین مصنف صاحب کو ان سے ذرا بھی مس نہین۔ افسوس حسد اور تعصب کے اس قدر زہریلے بخار اُگلے ہین کہ جن کو پڑھ کر ایک عقلمند انسان سوا افسوس کے اور کوئی چارہ نہین دیکھتا۔ ان ہر دو حصون سے ظاہر ہوتا ہے کہ سادہ لوگون کو دام مین لانے کے واسطے مصنف صاحب نے بہت کوشش کی ہے۔ مگر اس کی یہ تجویز کارگر ہوتی نظر نہین آتی۔ کیونکہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر صاحب الحق دہلی نے اس کے جواب مین ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا اسم گرامی ذوالفقار علی ہے میر صاحب نے نہایت محققانہ پیرایہ مین جواب لکھا ہے اور عبارت شستہ اور پاکیزہ ہے اور جواب دیتے وقت میر صاحب نے پوری دلیل اور ثبوت سے کام لیا ہے اور میر صاحب نے معترض کے اپنے ہی بیان سے اسکو لازم کردیا ہے میری ہر ایک صاحب سے التماس ہے کہ اس رسالہ کو بلا لحاظ مذہب و ملت ایک دفعہ ضرور ملاحظہ مین لاوین رسالہ ہذا واقعی ذوالفقار علی ہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ
اَنْ یَّدْخُلُوْھَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ
لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ
عَذَابٌ عَظِیْمٌ

اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے۔ اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب تہا کہ بے خوف دل کے ساتھ امین جاتے۔ ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت مین بڑا عذاب ہے

(قرآن شریف پارہ اوّل سورۃ البقرہ)

مسلمانانِ لنڈھور غور فرمائین

کہ ایک مُسافر تمہارے شہر مین گیا۔ تو تم نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے۔ آہ۔ کہان گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ والمجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ جس کے گھر مین ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا اور بستر ے کو پلید کر گیا۔ تو آنحضرت نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر ے کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔ اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی۔ یہ مہمان نوازی کے مُقدس اخلاق تھے جنھون نے کافرون کو مسلمان بنا دیا۔ مگر آج مسلمانون کے وہ اخلاق ہین۔ کہ خود اسلامی بچون کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہین۔ مین نے کلھڑی بازار کی مسجد مین وعظ کیا۔ بہت سے سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید مین اور آنحضرۃ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے ان اعتراضات کے رفع کرنے مین تہا جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہین۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے۔ اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لنڈھور سے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کر دین اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جا کر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کے سپرد ہے اس مین ان کا وعظ نہ ہو۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے جو حکم دیا۔ وہ بالکل ٹھیک ہے جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہین تو ان کا فرض تھا کہ وہ اس رات اُس مسجد مین لیکچر نہ ہونے دیتے اور خوب ہوا کہ وہان لیکچر نہ ہُوا۔ ورنہ جن لوگون نے مخالفت مین اس قدر شور مچایا۔ اور صریح لفظون مین لکھ دیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہین کہ وہ کیا کرتے۔ وہ تو شکر ہو کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک مین راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر مین بھی نہ رہنے دیتے بلکہ دنیا سے ہی خارج کرتے۔ پر جس کو خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کر سکتا ہے۔

غرض ہم نے اس کے عوض مین اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کر لی۔ اور وہی لوگ جو مسجد مین جمع ہونے کو آئے تھے۔ ان مین سے بعض وہان آ گئے جہان مین نے ایک وعظ کیا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہُوا۔ اس طرح جو بات مسجد مین ہونی تہی۔ وہان ہو گئی۔ اور ہم کسی نقصان مین نہین رہے۔ پر تم لوگ غور کرو۔ کہ تم نے اس معاملہ مین کیسی کمزوری دکھلائی۔ **اوّل**۔ تو تم اس مسجد مین کبھی نماز پڑھنے نہین آتے وہ مسجد تمہارے گھرون سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہان کے نمازی ہین۔ وہ پہلے لیکچر مین موجود تھے۔ ان مین سے کوئی معترض نہ ہُوا بلکہ سب خوش ہوئے اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔ **دُوم**۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کرا کر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔ **سوم**۔ اگر بالفرض مین کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا۔ جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ نہ مین نے کیا اور نہ میرا ارادہ تہا کہ کرتا) تو آپ کو چاہیئے تہا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اس پر توجہ کرتے۔ لیکن مین جانتا ہون کہ آپ لوگ ڈرتے ہین اور خوف کھاتے ہین۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تقریر مین ایسی تاثیر ہے۔ جو لوگون کو حق کی طرف کھینچ کر لاتی ہے۔ اسی طرح سے عرب کے لوگ ابتدا مین عوام کو مسلمانون سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی ان سے ملیگا اس پر جادو ہو جائے گا۔ اور وہ مسلمان ہو جائے گا۔ برخلاف اس کے اس پاکون کے سردار اور نبیون کے سرور کے اخلاق کو دیکھو۔ کہ جب نجران کے عیسائی ... آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد مین گرجا کر لینے کی اجازت دی سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تہا۔ کہ عیسائی مسجد مین گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھ نہ بگڑتا تہا۔ اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانون کو گوارا نہین کہ اس مین ہو سکے۔ گویا کہ ان کا اسلام ہندوٴن کے مذہب کی طرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا سی چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے۔ آہ! ایک وہ زمانہ تہا۔ کہ دنیا مین اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ نے اپنے خون پانی کی طرح بہا دئے اور ایک یہ زمانہ ہے۔ کہ مساجد مین سے ذکر الٰہی کو روکنے کے واسطے خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہین اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہین۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی بُرے ہین تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تہا۔ کہ ہم مسجد مین داخل ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہو گئے ہین اس مین ناراضگی کی کیا بات تہی۔ مگر ضرور تہا کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہین۔ کہ مہدی کے وقت مسجدون سے لوگون کو روکا جائے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرماوین۔ مین نے روز روز منصوری نہین جانا اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ مین آپ کی مساجد مین وعظ کرون میرے ہاتھ مین تو خدا تعالےٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے۔ کہ مین ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیون کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہون۔ جس مین آپ کے ممبر بھی شامل ہین ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ مین ہے۔ نہ ہوتی تہی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوجہل کو بھی نہ ہوئی۔ باوجودیکہ اس قدر کوشش کی گئی۔ ... خدا جس کو چاہتا ہے۔ نیک باتین اس کے دل مین ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے۔ سو وہ ہم کر رہے ہین۔ مسجد کے لوگ نہ سُنین گے۔ تو منڈی والون کو جا کر سنائین گے۔ مولوی لوگ خفا ہون گے۔ تو پادریون کو جا کر تبلیغ کرین گے۔ اگر ہمارا کام راستی

پر مبنی ہے اور خدا تعالیٰ اس مین راضی ہے۔ تو وہ خود بخود پھلے گا اور بڑھے گا ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی۔ تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تھا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکالدیا تھا اور دشمنی ایسی بڑھی تھی۔ کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی۔ مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہوگئی۔ تو بتایئے آنحضرت صلعم کا کیا نقصان ہوا۔ ؎ ع

جیتین گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

مین تو حیران ہون کہ وہ کون سی بات ہے۔ جس نے آپ لوگون کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قائل ہین۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرائط ایمان مین داخل ہے۔ کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہین ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے۔ کیا بعض پہلی تفاسیر مین بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہین ہے۔ کیا بخاری شریف مین متوفیک کے معنے ممیتک نہین لکھے۔ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہو کر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مر گئے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہین۔ پھر بتاؤ ہم نے کون سی نئی بات کی ہے جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے۔ کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہین کہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے۔ سو میرے بھائیو! سُنو اور پھر غور سے سنو۔ کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہین تھے۔ ہم نے حدیث مین پڑھا۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا۔ ہم نے قرآن و حدیث مین مسیح مہدی کے جو نشان لکھے تھے۔ وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھ لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اونٹ بیکار ہوئے۔ زلازل آ گئے۔ حج مین روکاوٹ ہوئی۔ اِدھر اُدھر سے آدمیون کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف مین کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہوئے۔ خود مرزا صاحب نے جو پیشگوئیان کی تھین۔ وہ پوری ہوئین۔ اوس نے ہم کو تقوےٰ سکھلایا۔ خدا کی عبادت مین لگایا۔ ہماری روحون مین نیکی کی قوت پیدا کی۔ اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقائق و معارف بتلانے والا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہین تو صدی کا سرا تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار ہین۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو اور ناحق ہمین دکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔ اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہ حق پر چلو تاکہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذا دہی کے تمہارے حق مین کوئی کلمہ سخت نہین بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتون کے ہم جانتے ہین کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہین۔ ؎

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

الراقم

آپکا خادم۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ۔ قادیان

(ذرا غور فرماوین کہ ان مین کونسی بُری بات ہے جسکی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہو گئے)

سلسلہ احمدیہ مین داخل ہونے کی شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اسوقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کیوقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانون کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا۔ چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت۔ عسر اور یسر اور نعمت و بلا مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ مین طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائے گا۔ دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوۃ مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور ناطون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو ❊ فقط

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال	دل مین اُٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنون پر کفر کا کرنا گمان	ہے یہ کیا ایماندارون کا نشان
ہم تو رکھتے ہین مسلمانون کا دین	دل سے ہین خدام ختم المرسلین صلعم
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہین	خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہین
سارے حکمون پر ہمین ایمان ہے	جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تنِ خاکی رہا	ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمین دیتے ہو کافر کا خطاب	کیون نہین لوگو تمہین خوف عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا	تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ (مسیح موعودؑ)

۱۰ ستمبر ۱۹۱۰ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام

کیا دُعا والا اشتہار پیش کرنے کا کوئی حق مولوی ثناء اللہ صاحب کو حاصل ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علے رسولہ الکریم

برادرم مکرم حافظ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق مین آپ کو اپنے گذشتہ خط مین اختصاراً لکھ چکا ہون - اب مفصل عرض کرتا ہون - آپ لکھتے ہین - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا گیا تھا کہ اگر بدر نے جو کچھ لکھا ہے وہ جھوٹ ہے - تو تم نالش کرو سارا خرچہ عدالت مین دونگا - اس پر مولوی صاحب نے مقدمات کی تکلیف اور عدیم الفرصتی کا عذر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر مین نے ایسا اشتہار دیا تھا - تو دکھاؤ - سو برادر مین اول تو مین آپکے واسطے دُعائے خیر کرتا ہون - کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سلسلہ حقہ کی صداقت کے واسطے ایک سچا جوش عطا کیا ہے - اور آپنے اس عاجز پر اس حسن ظن سے کام لیا - جو کہ ایک مومن کو دوسرے پر کرنا چاہئیے آپ کی ایسی ہی کوئی نیکی اِس بات کا ذریعہ ہوئی ہے کہ آپ کو سلسلہ حقہ کی طرف کھینچ کر لائی - ورنہ اس ظلمات کے زمانہ مین سچائی کو قبول کرنا ایک بہت مشکل امر ہے اور یاد رکھنا چاہئیے - کہ ہر ایک زمانہ مین خدا کے برگزیدہ آدمی ناپاک لوگون کے ہاتھون سے دُکھ دئے جاتے ہین - سو مین آپ کو مبارکباد کہتا ہون کہ اِس میدان مین یہ آپ کی پہلی فتح ہے - کہ آپنے ایک حق کے دشمن کو کئی ہزار روپے اپنے پاس سے دینا منظور کیا کہ وہ اپنی سچائی کا ثبوت دے سکے - مگر اس سے بن نہ پڑا - اور اوسکو جرأت نہ ہوئی - کہ اس کو قبول کرتا - الاعمال بالنیات - عمل نیتون پر موقوف ہین - گو مولوی صاحب نے قبول نہ کیا - مگر آپ کا تو ثواب ہو ہی گیا مولوی صاحب کا عذر دراصل عصمت بیوی از بے چادری والا معاملہ ہے - جب کہ ان کا دل ان کو ملزم کر رہا ہے تو وہ عدالت مین کیون کر جاوین - آخر سرکار انگریزی کی عدالت ہے - کوئی سکھا شاہی تو ہے نہین - علاوہ اس کے خود مولویصاحب کے اپنے الفاظ جو اس جماعت کے متعلق اور اس کے مقدس امام کے متعلق وہ اپنی اخبار مین چھاپتے رہے ہین - ان کی وہ درافشانیان ان کو بخوبی یاد ہین اور وہ جانتے ہین کہ ان کے وہ بکھیرے ہوئے کانٹے عدالت مین جا کر انہین کس طرح میلنے پڑین گے - پھر یاد رکھین - کہ یہ دنیا تو چندروزہ ہے اور آخر یہ سب کچھ ان کے سامنے آ ہی جائے گا - اور جو کچھ انہون نے لکھا اور بولا ہے اس کی جوابدہی انکو کرنی ہی پڑیگی -

اب مین آپ کو بتاتا ہون - کہ مولویصاحب نے اس جواب مین کیا چالاکی اختیار کی ہے اور پبلک کے کس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے - جن دنون مین حضرۃ اقدس مرزا صاحب مرحوم ومغفور نے مولویصاحب کو دُعا کے ذریعہ سے فیصلہ کر لینے کے واسطے لکھا تھا ان ایام مین مولوی صاحب نے اخبار مین جواب لکھنے کے علاوہ کئی ایک اشتہار اپنے مطبع اہلحدیث مین چھپوا کر الگ بھی شائع کرتے تھے - اخبار اہلحدیث مین جو کچھ سخت گوئی اور بدزبانی کا وہ استعمال کیا کرتے ہین - وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے مگر انہون نے اس سے بڑھ کر ایک درجہ بدزبانی کا رکھا ہوا ہے اور اس کے واسطے ان کا ہتھیار ان کا ایک نائب اور ان کی انجمن نصرت السنہ کا سکرٹری کوئی حکیم محمد دین نام ہے - مولوی صاحب موصوف کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے - کہ اخبار مین مضمون لکھنے سے ماقبل ایک نہایت ناپاک الفاظ کا بھرا ہوا اشتہار میان محمد دین کے نام پر شائع کرا دیتے ہین - مثلاً اسی محمد دین کے نام پر انہون نے ان ایام مین ایک اشتہار شائع کرایا تھا - جس کے بعض الفاظ نمونۃً یہ ہین -

"یہ کرشن قادیانی بغلین جھانکنے لگے ..... آخر اشتہار دیا کہ مین دُعا کرتا ہون کہ جھوٹا طاعون سے مرجائے گا ...... ایسے طاعون سے مرنا کونسی بڑی بات ہے ...... بتلاؤ اگر تم طاعون سے پہلے مرگئے - تو ...... کیا تمہاری قبر پر آنکر ...... کرینگے ..... تف - کرشن جی کے اشتہار کا مفصل جواب اخبار اہلحدیث مین نکلیگا" ایسا ہی ان ایام مین انہون نے میان محمد دین کے نام پر ایک اشتہار شائع کرایا تھا جسمین یہ الفاظ ہین -

"یہ کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہین .. .. کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک ہوا کرتا ہے ..... مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا ...... جو آنحضرت صلعم کے بعد زندہ رہا .. .. کرشن جی کی چالین تو ایسی ہین ..... مختصر یہ ہے - کہ موت اور زندگی کا وقت خدا کے علم مین ہے .... جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مین اس کے جواب مین مفصل مضمون لکھا ہے" ایسا ہی انہون نے ایک اشتہار اسی مضمون کا اپنے اوسی حکیم محمد دین کے نام پر شائع کیا تھا - جسمین لکھا ہے - کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے - مین نے اپنے مضمون اخبار مین یہ لفظ نہین لکھے - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے وہ اشتہار اپنے نام پر شائع کیا تھا بلکہ مین نے یہ لکھا ہے کہ مولویصاحب نے ایسا اشتہار شائع کرایا تھا - مولوی صاحب نے اس کے جواب مین صفائی کے ساتھ یہ نہین لکھا کہ مین نے کوئی ایسا اشتہار شائع کیا یا کرایا نہین بلکہ ایک پیچ دار بات کی ہے - کہ وہ اشتہار دکھاؤ - جسمین انہون نے یہ سوچا ہے - کہ جب اشتہار دکھایا جاویگا - تو ہم کہدینگے کہ یہ میرے نام پر نہین - مولویصاحب اگر سیدھی راہ اختیار کرتے - اور فی الواقع وہ اشتہار ان کا نہ تھا تو انہین چاہئیے تھا - کہ صفائی سے یہ حلف کہاتے - کہ کوئی اس مضمون کا اشتہار نہ مین نے لکھا نہ لکھایا - نہ اہلحدیث کے کارخانہ مین چھپا - اور نہ اسمین کوئی میرا مشورہ ہے اور نہ مین اس کا ہمخیال تھا یا ہون - اگر مولویصاحب ایسا لکھتے تب تو بات صاف ہو جاتی - مگر آجکل کے مولویون مین تقوےٰ کہان - اور اگر تقوےٰ ہو بھی - تو بقول مولوی ثناء اللہ صاحب تو جھوٹ بول کر بھی انسان متقی کا متقی رہتا ہے - پھر انہین کیا ضرورت ہے - کہ وہ سچ کو اختیار کرین اور سیدھی چال چلین -

اب بھی اگر مولویصاحب مین کچھ انصاف کی بو باقی ہے تو فیصلہ کی راہ آسان یہ ہے - کہ وہ حلف اُٹھا کر اپنے اخبار مین لکھ دین - کہ ان ایام مین میان محمد دین کے نام پر جو اشتہار کارخانہ اہلحدیث مین چھپے تھے - جن کے رو سے حق و باطل کے مقابلہ کے وقت پیچھے تک زندہ رہنا کوئی صداقت کی نشانی نہین بلکہ لمبی عمر پانے والا تو مسیلمہ کذاب اور حرامزادہ ثابت ہوتا ہے وہ اشتہار نہ مین نے لکھے نہ لکھائے اور نہ میرے حکم یا مشورہ سے

لکھے گئے تھے اور نہ مجھے اون کے مضمون کے ساتھ کوئی اتفاق تہا۔ نہ اب ہے۔ بلکہ صرف میان محمد دین اون کے مضمون کا ذمہ وار ہے۔ اگر مولوی صاحب موصوف ایسی حلف شائع کر دین۔ تو پھر ہم ان اشتہارات کا کبھی کوئی ذکر نہ کرین گے اور نہ ان کی بناء پر مولویصاحب کے بالمقابل اپنی کسی تحریر مین کوئی استدلال کرین گے۔ مگر مین ہرگز امید نہین کرتا۔ کہ مولویصاحب کبھی ایسی حلف کہا سکین۔ کیونکہ باوجود ان شوخیون کے جو ان سے ظاہر ہوتی ہین۔ ان کا دل ان سب باتون کو بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔

یہ تو ان اشتہارات کی بات ہوئی۔ اب مین ان کے اخبار اہلحدیث کا حوالہ دیتا ہون۔ جس کے رو سے اس معاملہ مین مولوی صاحب نے ایسے الفاظ شائع کئے جو حرامزادہ سے بڑھ کر نہین۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶؍ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ کالم ایک مین ایک فٹ نوٹ دیا گیا ہے۔ جسمین صاف لکہا ہے۔ کہ عمر کی مہلت پانے والا۔ بدکار۔ مفسد۔ دغاباز جہوٹا اور نافرمان ہوتا ہے۔ ہم نے جس اشتہار کا حوالہ دیا تھا۔ اس مین تو ایک ہی لفظ سخت تہا اور وہ بھی کچھ ایسا بہت سخت نہین۔ کیونکہ بقول ڈوئی۔ مدعی نبوت در امریکہ کسی کی پیدائش اس کے اختیار مین نہین لیکن اس فٹ نوٹ مین تو پانچ خطاب ایسے شخص کو دئے گئے اور یہ نوٹ بھی حضرت مرزا صاحب کے اسی اشتہار دعا پر لگائے گئے ہین۔ جس کو اب مولویصاحب لئے پھرتے ہین۔ کہ دیکھو مرزا نے میرے حق مین دعا کی ہے۔ بندہ خدا جب کہ تم خود اسی دعا کے اشتہار کے متعلق یہ عقیدہ ظاہر کر چکے ہو۔ کہ یہ دعا فیصلہ کن نہین ہو سکتی۔ بلکہ جس شخص کو عمر کی مہلت ملجاتی ہے۔ وہ بدکار۔ مفسد۔ جہوٹا اور دغاباز اور نافرمان ہوتا ہے۔ تو اب آپ ہی کے شائع شدہ عقیدہ کے مطابق آپ کون ہوئے۔ مین ان الفاظ کو آپ کے حق مین دہرانا نہین چاہتا۔ مولوی صاحب خود سمجھ لین ہان اس جگہ بھی ممکن ہے۔ کہ مولویصاحب ایک عذر تراشین۔ کہ یہ فٹ نوٹ میرا نہین بلکہ میرے نائب ایڈیٹر کا ہے۔ اور نائب ایڈیٹر کی رائے کا مین ذمہ دار نہین۔ یا بالفاظ دیگر مولویصاحب موصوف میان محمد دین سکرٹری انجمن اشاعۃ السنہ کے عقائد کے مطابق مسیلمہ کذاب اور اس خطاب کے مستحق ہین اور ان کے نائب ایڈیٹر کے عقائد کے مطابق ان مذکورہ بالا پانچ خطابون کے مستحق ہین اور یہ انکا قصور نہین۔ بلکہ ان کی خوبی قسمت کا ذمہ ہے۔ جو انہین ایسے سکرٹری اور ایسے نائب ملے۔ لہذا ہم اس نائب کے نوٹ سے بھی درگذر کرتے ہین۔ بشرطیکہ مولوی صاحب ویسی ہی حلف جو اوپر ذکر کیگئی ہے۔ اس نوٹ کے متعلق کہائین۔ کہ وہ اس نوٹ کے ساتھ نہ تو متفق الرائے تھے اور نہ ہین۔ اور نہ ان کے علم سے یہ نوٹ شائع ہوا اگرچہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ مولوی صاحب سے یہ مطالبہ کیا جاوے۔ کہ اگر وہ اشتہارات اور یہ نوٹ آپ کے صریح عقیدہ کے مخالف تھے۔ تو اول تو آپنے اپنی انجمن کے سکرٹری کے نام سے ان کو کیون شائع ہونے دیا۔ دوم اپنے مطبع مین ان کو کیون چھپایا۔ سوم۔ آپنے ان کی تردید کیون اپنے اخبار مین نہ کی لیکن ہم اس بات کو بھی چھوڑتے ہین۔ اور اگر اب بھی مولوی صاحب صاف لفظون مین ان کی تردید کر دین۔ اور حلف کہالین۔ تو ہم حلفیہ اقرار پر شائع کر دینگے۔ کہ ہم اس نوٹ اور ان اشتہارات کا جو کچھ ذکر کر چکے سو کر چکے کیونکہ آج تک مولوی صاحب نے انکی کوئی تردید شائع نہین کی۔ اب ان کا آیندہ ذکر نہ کرینگے۔ لیکن اگر مولوی صاحب نے حلف نہ کہائی تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ یہی عقیدہ رکھتے ہین۔ کہ صادق کے مقابلہ مین بروقت تحدی لمبی عمر پانے والا " ... ... اور مسیلمہ کذاب اور جہوٹا اور بدکار اور مفسد اور دغاباز ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق اونکو ملزم کر کے دکہایا ہے۔ اور ہمارا حق ہوگا۔ کہ جب کبھی مولوی صاحب اس معاملہ مین کچھ تحریر کرین۔ ہم ان کے سامنے ان کے یہی عقائد پیش کرتے رہین۔

اس کے بعد اب مین یہ دکہانا چاہتا ہون۔ کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب اس دعا کے متعلق جو حضرت مرزا صاحب نے شائع کی تھی۔ اپنے اخبار اہلحدیث مین کیا رائے ظاہر کر چکے ہین اس رائے سے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ اس دعا کو پیش کرنے کا اب انہین کوئی حق حاصل ہے یا نہین۔ مولویصاحب موصوف نے اپنی اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶؍ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴-۵ پر اس دعا کو نقل کر کے اس کا جواب جو لکہا ہے۔ وہ لفظ بلفظ یہان نقل کر دیتے ہین۔ اور بعض الفاظ کو توجہ دلانے کے واسطے جلی کر دیتے ہین۔

جواب:۔ اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہین۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے۔ اس جواب مین آپنے کئی طرح کے دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہین لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہین کیا بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہین بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام افتادہ یہ خس کم جہان پاک یہ کہہ کر یہ عذر کرین گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہین تہا بلکہ محض دعا تہی۔ یہ بھی کہدینگے۔ کہ دعائین تو بہت سے نبیون کی بھی قبول نہین ہوئین۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤن مین بہت سی مثالین دیدینگے۔ کہ قبول نہین ہوئین۔ آپنے تین سال کے اندر فیصلہ ہو جانے کی دعا کی تہی جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپنے لکہا تہا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی۔ تو مین اپنے آپ کو کافر۔ مردود کذاب اور دجال سمجھونگا۔ جسکی تفصیل گذشتہ نمبر مین ہو چکی ہے۔

سوم۔ یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر مین مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگون پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم۔ مولوی اسمٰعیل علیگڈہی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مرگئے ہین۔ تو کیا لوگون نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک۔ اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہوگیا۔ تو کیا نتیجہ؟

چہارم۔ آپنے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنون طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ پنجاب مین سب صوبون سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور مین جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ کہ مردون کا اٹہانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت مین ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے۔ تو کل کا اعتبار نہین۔ اور دیکھنے مین

بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے۔ تو یہ نہین یہ ہے تو وہ نہین۔ ایسے وقت مین طاعون۔ ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ جب اوس نے دیکھا۔ کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ جہاز نہین ڈوبیگا۔ جس سے اسکی یہ غرض تھی۔ کہ اگر ڈوب گیا۔ تو سب مرجائینگے کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا۔ اور اگر بچ رہا۔ تو سارے معتقد ہو جائینگے یونہی چال تمہاری ہے۔ اگر مخالف مرگیا تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت نفس کم جہان پاک ہوگئے۔ تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا

پنجم۔ تمہاری یہ دعا کسیصورت مین فیصلہ کن نہین ہوسکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہین۔ پھر وہ کیون تمہاری دعا پر بہروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے۔

ششم۔ آپنے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی۔ مگر اخیر مین آکر یہ بھی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت مین جو موت کے برابر ہو۔ مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے۔ جو آتھم کے معاملہ مین آپنے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی۔ تو بات بنالی۔ کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا۔ اور چھپ کر رہا۔ بس یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

ہفتم۔ آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل کے فقرہ نمبر ۴ مین لکھا تھا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہین اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت مین نہ پڑے۔ مگر اب کیون آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہین۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ تہافت اور تخالف کیون ہے ایک ہی ہفتہ مین اتنا اختلاف کیون ہوا۔ سچ ہے؟ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً +

مختصر یہ کہ مین تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو طیار ہون۔ اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہین اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے۔

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہین۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفون کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شیم۔ شرم۔ شیم۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی اس تحریر مین جو ان کے سکرٹری یا نائب کی نہین بلکہ خاص انہی کی ہے حضرت مرزا صاحب کے دعا والے فیصلہ کو تو دلائل سے نامنظور کیا ہے۔ اوّل۔ مولوی صاحب کی اس پر منظوری نہ تھی۔ دوم۔ وہ الہامی دعا نہ تھی۔ سوم۔ مولوی صاحب کا مرجانا کسی کے واسطے حجت نہین۔ چہارم۔ طاعون کا خوف مولویصاحب کو تہا۔ پنجم۔ یہ دعا فیصلہ کن نہ تہی ششم۔ اس دعا مین صرف موت ہی نہین۔ بلکہ سخت آفت کا ذکر تہا۔ ہفتم۔ رسول تو رحیم کریم ہوتا ہے۔ پھر مولویصاحب کی ہلاکت کی دعا مرزا صاحب کیون کرنے لگے۔ اس کو منظور کرنا طریق منہاج نبوت نہ تہا

اب مین مولویصاحب سے پوچھتا ہون۔ کہ باوجود ان تحریرون کے کیا اب آپ کو کوئی حق حاصل ہے۔ کہ اس دعا کو پیش کرین۔ کیا یہ کسی مومن موحد کا کام ہے کہ ایک فیصلہ کو خود ہی بڑے پر زور الفاظ مین رد کردے اور پھر اسی کو اپنی تائید مین پیش کردے کیا وہ عقیدہ جو ۱۹۰۷ء مین آپکے نزدیک دجل اور فریب اور نادانی اور خلاف منہاج نبوت تہا۔ ۱۹۱۰ء مین عین صداقت اور حق اور دانائی اور طریقہ شریعت ہوگیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پہر مین آپ کی خدمت مین وہی بات عرض کرتا ہون۔ کہ آپ حلف اٹھا کر اپنے اخبار مین شائع کردین۔ کہ مین اپنے پرانے عقائد سے جو مین نے اپریل ۱۹۰۷ء مین اپنے اخبار مین ظاہر کئے تھے۔ توبہ کرتا ہون۔ وہ سب جھوٹ اور بہتان تہا۔ اگر صادق اور کاذب کا مقابلہ ہو جائے۔ اور ایک دوسرے کے سامنے میدان مین آجائے۔ اور صادق کاذب کے حق مین ہلاکت کی یا سخت آفت کی بددعا کرے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے میرے حق مین کی تھی۔ تو ایسی دعا مین صداقت حق اور مطابق منہاج نبوت ہے۔ اور ایسا کرنے سے کسی رسول کے رحم وکرم مین کوئی فرق نہین آتا۔ اور جو کچھ مین نے پہلے لکھا تھا۔ وہ سب جھوٹ افترا اور بہتان تھا۔ اس عقیدے کو اب ترک کرتا ہون۔

اگر مولوی صاحب موصوف حلفیہ ایسا بیان شائع کر دین۔ تو پہر ہم ان کی اس تحریر کا حوالہ دینا بھی چھوڑ دینگے جو کہ ہم نے اوپر اہلحدیث مین سے نقل کی ہے۔

سردست مین اس کے متعلق اتنا ہی لکھنا کافی سمجھتا ہون اور اس خط کو اخبار مین شائع کر کے مولوی صاحب سے وہ مطالبات کرتا ہون۔ جو اوپر درج کئے گئے ہین اور ان کے جواب کا انتظار کرتا ہون۔

مگر مین آپکو یقین دلاتا ہوا۔ کہ ان کا جواب بجز گالیون کے اور فحش گوئی کے اور چند ایک اشعار لکھ دینے کے اور کیا ہوگا۔ ہم تو ان کی گالیان سننے کے عادی ہو گئے مین اور نہ گالیون مین ان کا مقابلہ کرنا پسند کرتے ہین۔ بلکہ گالیون کے عوض مین بھی ان کے واسطے دعا ہی کرتے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ انہین توبہ نصیب کرے کیونکہ وہ خود بھی باوجود اس قدر تڑپنے کے دعا والے اشتہار کے جواب مین رسول کے رحم وکرم کے حضور مین اپیل کرتے ہین۔ کہ میرے واسطے ہلاکت کی دعا کیون کی جاتی ہے۔ ہم تو نہین چاہتے۔ کہ وہ اس گمراہی کے گڑہے مین گرے رہین۔ اور ان کی گالیان سن کر بھی گالی نہین دیتے۔ ان کی عادت ہے۔ کہ بجائے کسی معقول جواب کے فوراً دشنام دہی پر آجاتے ہین آپ کو شاید معلوم ہوگا۔ کہ مین حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کو ان بڑے بڑے احسانات کے سبب جو آپنے مجھ پر کئے ہوئے ہین۔ آپ کو ابی المکرم کر کے لکھا کرتا ہون۔ اس لفظ کو پکڑ کر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بارہا مجھے نیوگ زادہ لکھا ہے کہ مولوی صاحب تمہارے حقیقی باپ تو نہین۔ پس نیوگ کے سبب تمہارے باپ ہونگے یہ ہے اہلحدیث کے ذہن رسا کا نمونہ۔ گویا ان کے نزدیک یہ بات اصل مین داخل ہے۔ کہ اب کا لفظ سوائے نکاح یا نیوگ کے اور کسی تعلق پر بولا نہین جاسکتا۔ مجھے ایک دوست نے کہا کہ تم بدر مین لکھ دو۔ کہ مولوی محمد حسین جو

مولوی ثناء اللہ کو اپنا بیٹا کہا کرتا ہے۔ تو پھر وہ کن معنوں سے ہے۔ مگر میں نے کہا۔ کہ میں ایسے جواب دینا پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ایسی باتوں کے جواب کی کوئی ضرورت ہے عاقل خود جانتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کے ایسے الفاظ ان کے کن اخلاق کو ظاہر کرتے ہیں۔ حق کی مخالفت نے ان کے اندر سے سنجیدگی اور تہذیب کو نکال دیا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ایسی کلام کا اون کے حق میں کیا نتیجہ ہوگا۔ عداوت نے انہیں دیوانہ بنا دیا ہے۔ چند روز کا ذکر ہے۔ ہمارے ایک دوست نے جو حیدر آباد دکن میں رہتے ہیں۔ اور ان کا نام میر فضل علی ہے۔ المحدیث کی ایسی ہی بدزبانیوں سے جل کر کہ اس نے ایک دفعہ بدر کو بدر دیکھا۔ اور ایڈیٹر الحکم کو ابو الحکم لکھا ایک مضمون ہمارے پاس بھیجا۔ جس میں انہوں نے دکھایا! کہ ابوجہل عمر بن ہشام۔ جو ابو الوفا ثناء اللہ ہر دو کے اعداد حروف یہ تعداد جمل برابر ہوتے ہیں۔ مگر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اُسے چھاپوں۔ کیونکہ ہم نے جب کہ اس سخت تاریکی کے زمانہ میں حق کو قبول کر لیا ہے تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم یہ سب سختیاں اُٹھائیں۔ اور ہر ایک قسم کا سخت کلام سنیں۔ اور کسی بدگو کا جواب بدگوئی سے نہ دیں۔ ؎

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اب میں اس دعا پر اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ کو استقامت عطا کرے۔ کہ آپ صحابہ کرام کا نمونہ بنیں اور بہتوں کے واسطے ہدایت کا موجب ہوں۔ آمین

خادم - محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر

حاشیۂ المحدیث مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء جلد ۴ نمبر ۲۵ صفحہ ۴ کالم اوّل

آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًّا (پ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ (پ۴ ع۹) اور یمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ۱ ع۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دعویٰ کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتی طال علیھم العمر (پ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز۔ مفسد۔ اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔ کیوں نہ ہو دعوے تو مسیح۔ کرشن۔ اور محمدؐ۔ احمدؐ بلکہ خدائی کا ہے۔ اور قرآن میں یہ لیاقت! ذالک مبلغھم من العلم۔ (نائب ایڈیٹر)

خطبۂ عید الفطر

مدینۃ المسیح میں عید الفطر ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کو ۹½ بجے پڑھی گئی۔

اس دفعہ بیرونجات (لاہور۔ امرتسر۔ سیالکوٹ) سے احباب شامل نہ ہو سکے۔ کیونکہ ہلال کے متعلق اختلافات ہوگیا۔

نماز حضرت امیر المومنین نے پڑھائی۔

بعد از نماز۔ آپ نے سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ پر خطبہ پڑھا۔ جو درج ذیل ہے۔

آدمی کو اللہ نے بنایا ہے اور اس کے لئے دو قسم کی چیزیں ضروری ہیں۔ ایک جسم جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس کے لئے ہوا کی ضرورت ہے۔ کھانے پینے پہننے مکان کی ضرورت ہے۔ کوئی اس کا یار و غمگسار ہو۔ اس کی ضرورت ہے۔ دور دراز ملکوں کی۔ دریاؤں کے اس پار اُس پار جانے کی ضرورت ہے۔ زمیندار کو کھیت کی ضرورت ہے۔ کیا زمین انسان بنا سکتا ہے پھر ہل کے لئے لکڑیاں چاہئیں۔ مضبوط درخت ہو جب جا کر ہل بنتے ہیں۔ ہل کے لئے لوہے کی بھی ضرورت ہے۔ پھر اوزار بھی لوہے کے ہوتے ہیں لوہے کا بھی عجیب کارخانہ ہے۔ لوہا کانوں سے آتا ہے جس کے لئے کتنے ہی مزدوروں کی ضرورت ہے۔ پھر اور کئی قسم کی محنتوں اور مددوں کے بعد ہل بنتا ہے۔ مگر یہ ہل بھی بے کار ہے جب تک جانور نہ ہوں۔ پھر جانوروں کے لئے گھاس چارہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ پھر اس ہل چلانے میں علم۔ فہم اور عاقبت اندیشی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہی کی مدد سے چھوٹے چھوٹے جتنے پیشے بنتے ہیں وہ عالی شان بنتے ہیں۔

مثلاً چکی پیسنا ایک ذلیل کسب تھا۔ علم کے ذریعے ایک اعلیٰ پیشہ ہوگیا۔ یہ جو بڑے بڑے ملوں کے کارخانے والے ہیں۔ دراصل چکی پیسنے کا ہی کسب ہے۔ اور کیا ہے ایسا ہی گاڑی چلانا۔ کیا معمولی کسب تھا۔ گاڑی چلانے والا ہندوستان میں لنگوٹ باندھے ہوتا تھا۔ اب گاڑی چلانے والے کیسے عظیم الشان لوگ ہیں۔ یہ بھی علم ہی کی برکت ہے

حجام کا پیشہ کیسا ادنےٰ سمجھا جاتا۔ یہی لوگ مرہم پٹی کرتے اور ہڈیاں بھی درست کر دیتے۔ اسی پیشے کو علم کے ذریعے ترقی دیتے دیتے سرجنی تک نوبت پہونچ گئی ہے اور سرجن بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے۔

میں نے تاجروں پر وہ وقت بھی دیکھا ہے کہ سر پر بوجھ اُٹھائے دہ بدہ پھر رہے ہیں۔ رات کسی مسجد میں کاٹتے ہیں۔ مگر اب تو تجارت والوں کے علیحدہ جہاز چلتے ہیں۔

وہ حکومت بھی دیکھی ہے۔ کہ دس روپے لینے میں اور ایک زمیندار سے دھینگا مشتی ہو رہی ہے۔ یا اب منی آرڈر کے ذریعے مالیہ ادا کر دیتے ہیں۔ سنسان۔ ویران۔ جنگلوں کو آباد کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی علم ہی کی برکت ہے۔ کہ اس سے ادنےٰ چیز اعلےٰ ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جسم کے علاوہ کچھ اور بھی عطا کیا ہے۔ یہ آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ جب تک اندر آنکھ نہ ہو۔ زبان نہیں بولتی۔ جب تک اندر زبان نہ ہو۔ کان نہیں سنتے۔ جب تک اندر کان نہ ہوں۔ مگر یہ تو کافر کو بھی حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور آنکھ و زبان و کان بھی ہے جو مومن کو دئے جاتے ہیں۔ یہ وہ آنکھ ہے۔ جس سے انسان حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ حق و باطل کا شنوا ہو سکتا ہے۔ حق و باطل کا اظہار کر سکتا ہے۔ اگر انسان حق کا گویا و شنوا و بینا نہ ہو۔ تو صمٌّ۔ بکمٌ۔ عمیٌ کا فتویٰ لگتا ہے۔

اللہ جلشانہ جس کو آنکھ دیتا ہے۔ وہ ایسی آنکھ ہوتی ہے کہ اس سے خدا کی رضا کی راہوں کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر ایک آنکھ اس سے بھی تیز ہے جس سے مومن اللہ کی راہ پر علیٰ البصیرت چلتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ تیز آنکھ ہے جو اولوالعزم رسولوں کو دیجاتی ہے۔ ان حواس کے متعلق اللہ اپنے پاک کلام میں وعظ کرتا ہے۔ دیکھو آج لوگوں نے کچھ نہ کچھ

اہتمام ضرور کیا ہے۔ غسل کیا ہے لباس حتی المقدور عمدہ دنیا پہنا ہے۔ خوشبو لگائی ہے۔ پگڑی سنوار کر باندھی ہے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ صرف اس لئے کہ ہم باہر بے عیب ہو کر نکلیں۔ بہت سے گھر ایسے ہوں گے۔ جہاں بیوی و بچوں میں ابھی لئے جھگڑا ابھی پڑا ہو گا۔ اور اس جھگڑے کی اصل بنا یہی ہے کہ بے عیب بن کر باہر نکلیں۔

جس طرح فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ اور انسان اسے بہر حال پورا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں تمہارا مربی میں تمہارا محسن ہوں۔ جیسے تم نے اپنے جسم کو مصفی و مطہر بے عیب بنا کر نکلنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے ہی تم اپنے رب کے نام کی بھی تسبیح کرتے ہوئے نکلو اور دنیا والوں پر اس کا بے عیب ہونا ظاہر کرو۔ اور سنو تسبیح تو یہ ہے کہ مومن اپنی زبان سے کہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان ربی العظیم۔ پھر وہ کلمات جن سے میں نے اپنے خطبہ کی ابتدا کی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اس میں بھی اس کی کبریائی کا بیان ہے پھر اس سے ایک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ وہ یہ کہ یہ تسبیح دل سے ہو۔ کیونکہ یہ جناب الٰہی کے قرب کا موجب ہے۔ سبحان اللہ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ الحمد للہ۔ اور فرماتا ہے۔ کہ ولٰکن ینالہ التقویٰ منکم۔ بس ضرور ہے۔ کہ یہ تسبیح جو کریں۔ تو دل کو مصفا کر کے کریں۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے فعل پر ناراض نہ ہوں اور یقین کریں۔ کہ جو کچھ خدا کرتا ہے۔ بھلا ہی کرتا ہے اور جو کچھ کرے گا وہ بھی ہماری بھلائی و بہتری کے لئے کرے گا۔ ہمارے مربی و محسن پر اللہ رحم فرمائے۔ کہ اس نے میرے کانوں میں اچھی آواز پہونچائی۔ اور مجھے مشق کے لئے یہ شعر لکھ کر دیا

ع سرنوشت ما بدست خود نوشت
خوشنویس است و نخواہد بد نوشت

بس ہمیں چاہیئے۔ کہ اس اللہ کو جس کی ذات اعلیٰ اور تمام قسم کے نقصوں و عیبوں سے بالا تر ہے۔ رنج و راحت عسر و یسر میں بے عیب یقین کریں اور یہ یقین رکھیں۔ الشر لیس الیک والخیر کلہ فی یدیک۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جمعہ میں۔ میں نے اپنی طرف سے الوداعی خطبہ پڑھا۔ کیونکہ میری حالت ایسی تھی۔ کہ تھوک کے ساتھ بہت خون آتا۔ اندر ایسا چل گیا تھا۔ کہ خاکستری دست آتے اور میں رات کو جب سوتا۔ تو یہی سمجھتا۔ کہ بس اب رخصت اسلمت نفسی الیک۔ گھر والے بعض وقت ہمدردی سے مجھے ملامت کرتے کہ تم پرہیز کرتے۔ بہت وعظ کرتے ہو۔ سبق بدستور پڑھاتے جاتے ہو۔ تو میں کہتا ہے شک جس قدر نقص و عیب ہیں۔ میری طرف منسوب کر لو۔ میرا مولیٰ تو جو کچھ کرتا ہے بھلا ہی کرتا ہے۔ سچ ہے۔ والخیر کلہ فی یدیک۔

غرض تم زبان سے سبحان اللہ کا ورد کرو۔ تو اس کے ساتھ دل سے بھی ایسا اعتقاد کرو۔ اور اپنے دل کو تمام قسم کے گندے خیالات سے پاک کرو۔ اگر کوئی تکلیف پہونچے۔ تو سمجھو۔ کہ مالک ہماری اصلاح کے لئے ایسا کرتا ہے۔

پھر اس سے آگے اللہ توفیق دے۔ تو اللہ کے اسماء پر۔ اللہ کے صفات و افعال پر۔ اللہ کی کتاب پر اللہ کے رسول پر جو لوگ اعتراض کرتے اور عیب لگاتے ہیں انکو دور کرو۔ اور ان کا پاک ہونا بیان کرو۔

ہمارے ملک میں اس قسم کے اعتراضوں کی آزادی حضرت جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شروع ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کے دربار میں وسعت خیالات والے لوگ پیدا ہو گئے۔ اس آزادی سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مطاعن کا دروازہ کھولدیا۔ ان اعتراضوں کو دور کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی بہت کوشش کی ہے۔ جلال الدین اکبر نے جب صدر جہان کو لکھا۔ کہ چار عالم بھیجیں۔ جو ہمارے سامنے ان اعتراضوں کے جواب دیا کریں۔ تو یہ بات حضرت مجدد صاحب کے کان میں بھی پہونچی۔ انہوں نے صدر کو خط لکھا۔ کہ آپ مہربانی سے کوشش کریں۔ کہ بادشاہ کے حضور صرف ایک ہی عالم جائے۔ چار نہ ہوں۔ خواہ کسی مذہب کا ہو۔ مگر ہو ایک ہی۔ کیونکہ اگر چار جائیں گے۔ تو ہر ایک چاہے گا۔ کہ میں بادشاہ کا قرب حاصل کروں اور باقی تین کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر چاروں گئے تو بجائے اس کے کہ دین کا تذکرہ ہو ایک دوسرے کو رد کر کے چاروں ذلیل ہو جاویں گے اور یہ لوگ اپنی بات کی ترجیح میں بادشاہ کو ملحد کر دینگے۔ یہ تو اس وقت کا ذکر ہے جب اسلام کی سلطنت تھی۔ اسلام کے متوالے دنیا میں موجود تھے۔ اس وقت کا زیج برپا ہوا اب تیرہ سو برس کے بعد ایک درخت بن گیا ہے۔ کیسے دکھ کا زمانہ ہے۔ کہ نبی کریم کے سوانگ ڈراموں میں بنائے جاتے ہیں۔ عجیب عجیب رنگوں میں لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ جس سے متاثر ہو کر بعض لڑکوں نے غلیمت کی آیت پر لکھ دیا۔ محمد لیٹرا تھا۔ اگرچہ اس کا جواب مجھے دیا گیا۔ کہ نقل اعتراض تھا مگر یہ داغ مٹتا نہیں اور میں سریان القضار کا مسئلہ خوب جانتا ہوں۔ اسی کی ماتحت اس کو لا کر اس کا ذکر کرتا ہوں۔

بس میری سمجھ میں یہ وقت ہے۔ کہ جہاں تک تم میں کسی سے ہو سکے۔ اللہ کے اسماء۔ صفات افعال اللہ کی کتاب۔ اللہ کے رسول۔ اللہ کے رسول کے نواب و خلفاء کی پاکیزگی بیان کرے اور ان پر جو اعتراض ہوتے ہیں۔ انہیں بقدر اپنی طاقت کے سلامت روی و امن پسندی کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کریں۔

یہ مت گمان کرو۔ کہ ہم ادنے ہیں وہ طاقت رکھتا ہے کہ تمہیں ادنے سے اعلیٰ بنا دے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ خلق فسوّی والذی قدر فہدیٰ۔ جو ان پڑھ ہیں۔ انہیں کم از کم یہی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے چال و چلن سے خدا کی تنزیہ کریں۔ یعنی اپنے طرز عمل زندگی سے دکھائیں۔ کہ قدوس خدا کے بندے پاک کتاب کے ماننے والے پاک رسول کے متبع اور اس کے خلفاء اور پھر خصوصاً اس عظیم الشان مجدد کے پیرو ایسے پاک ہوتے ہیں۔

ضعف بہت ہے اور مجھے زیادہ بولنے سے تکلیف بڑھ جانے کا احتمال ہے اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی زبان و دل و قلم سے توفیق دے۔

دلکشا و دلربا نماز

الحمد للہ رب العالمین بعد اس کے عاجز کمترین کہتا ہے کہ نماز عید الفطر کی برحمت پروردگار خیر و برکت کے ساتھ بامامت میاں عبد العزیز صاحب مورخہ ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء بجا بوقت ۹ بجے دن کے ہوئی اور آلم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون پر نہایت دلچسپ وعظ فرمایا اوس وقت باغ کے چرند اور پرند کہ جہاں نماز ہو رہی تھی خاموش تھے۔ پھر طالب علم ارتضیٰ علی نے وحدت جمہوری

[illegible]

[illegible]

صاحب نے اپنے بچوں کی عیدی دینے کو مخصوص کر کے قادیان کے یتیم بچوں کے واسطے چندہ جمع کیا کہ جو حاجی حسب ضابطہ روانہ دار الامان کریگا۔ والسلام۔ خاکسار کبیر الدین احمد احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ بغیرت گنج لکھنؤ ۲۳ شعبان ۱۳۲۹ھ۔

کچھ بھی نہیں

لوگ کہتے ہیں کہ اکمل کی زباں کچھ بھی نہیں
ٹھیک ہے اس پر بجز آہ و فغاں کچھ بھی نہیں

ہم نے دیکھا قادیاں میں نورِ دین مصطفےٰ
جھوٹ بکتے ہیں جو کہتے ہیں یہاں کچھ بھی نہیں

کوئی دیکھے آکے میرے سینۂ پُر داغ کو
سامنے اسکے بہارِ بوستاں کچھ بھی نہیں

لوگ دوڑے جاتے ہیں کیوں پیر خانوں کی طرف
ڈھونڈتے ہیں یہ وہاں ہے کچھ جہاں کچھ بھی نہیں

خوبیٔ اسلام تھی جس سے ہوئے مفتوح ملک
ظاہری تیر و کماں - تیغ و سناں کچھ بھی نہیں

میں نے پوچھا مفتری ہو کر مرے یوں کامیاب؟
چپ رہا - مُلّاں - نہ بولا - ہوش ہاں کچھ بھی نہیں

ہے کہاں لُدّوی کہاں آتھم کہاں ہے لیکھرام
کشتگانِ تیغِ* مرزا کا نشاں کچھ بھی نہیں

بُلبلوں نے دی گواہی چند روزہ ہے بہار
پھاڑ کر گل پیرہن بولا کہ ہاں کچھ بھی نہیں

طور پر موسیٰ نے جو دیکھا وہی دیکھیں یہاں
دل کے اندھوں کی نظر میں قادیاں کچھ بھی نہیں

زندگی اس موت میں ہے جو خدا کی رہ میں ہو
چند روزہ عیش اے زندہ دلاں کچھ بھی نہیں

دل نثارِ شاہ خوباں کر چکے مدت سے ہم
مال کیا ہے جان بھی جانِ جہاں کچھ بھی نہیں

چشم گریاں دل ہے بریاں رنگ زرد اور آہ سرد
مجھ کو مت چھیڑو بھلے اے دوستاں کچھ بھی نہیں

تیرے فضلوں ہی سے بیڑا پار ہو تو ہو مرا
رُوح ہے کمزور جسم ناتواں کچھ بھی نہیں

دل مدہ اِلّا بدلدارے کہ حسنش دائم است
عارضی حُسنِ بتانِ مہ رخاں کچھ بھی نہیں

آرہی ہے گورِ عیسےٰ سے صدا کشمیر میں
پہ تنِ خاکی با اوجِ آسماں کچھ بھی نہیں

بندۂ مُسلم ہو اس کے ہاتھ میں قرآن ہو
اس کے آگے شوکتِ صاحبقراں کچھ بھی نہیں

مرشدِ برحق وہی ہے جسکی صحبت سے ہوں نیک
اور بھی جو گندا کرے وہ فساں کچھ بھی نہیں

تجھ کو لا کہوں عیب امام پاک میں آئیں نظر
غور سے دیکھو اگر اے بدگماں کچھ بھی نہیں

صاحبِ اسلام میں یا کافرِ بیدین ہیں
تھوڑی مدت دیکھیں پھر زیاں کچھ بھی نہیں

جلوۂ مولیٰ جو دیکھا دار پر منصور نے
وہ نہ دیکھو تو کہو دار الاماں کچھ بھی نہیں

خاک اُن کے مُنہ میں جو بیباک ہو کر یوں کہیں
میرزا صاحب مسیحائے زماں کچھ بھی نہیں

ایک وہ دن تھے کہ جاں قربان کرنی پڑتی تھی
اب تو دینِ حق میں ایسا امتحاں کچھ بھی نہیں

تم بڑھے جاؤ پہنچ جاؤ نگا میں بھی ایک دن
طاقت رفتار مجھ میں ہمرہاں کچھ بھی نہیں

ایک وہ ہیں جن کے پاؤں چلنے کے قابل نہیں
ایک وہ ہیں جو ہیں شاکی زیر راں کچھ بھی نہیں

زندہ مذہب ہے اگر کوئی تو وہ اسلام ہے
اور مذہب مردہ ہیں روح رواں کچھ بھی نہیں

ہائے اک دل تھا سو وہ بھی خون ہو کر بہ چکا
صبر کر باقی ہے چشم خونفشاں کچھ بھی نہیں

قصۂ اکمل سنا تو بول اٹھے بے ساختہ
وامق و فرہاد والی داستاں کچھ بھی نہیں -

* دعا

المفتی

۲۲ - پھیرو مرغ کی قسم کا سونڈ دار جانور ہے کیا وہ حلال ہے - جواب - حرمت کی وجہ نہیں -

۲۳ - مردہ بیل کی چربی یا گھوڑے خچر کی چربی صابن بنانے کے واسطے استعمال کرنی جائز ہے یا نہیں - جواب - کوئی ممانعت نہیں -

۲۴ - جو دن نصف شعبان کا ہے جسمیں حلوا و سیویاں کھائی جاتی ہیں اور آتشبازی چلائی جاتی ہے آیا کہ اور دنوں سے فضیلت والا ہے یا نہیں - جواب - یہ سب باتیں لغو ہیں - شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں - احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں -

دلائل ہستی باری تعالےٰ

(ماخوذ از کلام امیر)

تمام راستبازوں کا اس بات پر "کامل اتفاق" ہے "ایمان کہ "اللہ" ہے - جتنے راستباز مختلف ملکوں میں ہوئے ہیں ان کے حالات سے ظاہر ہے کہ وہ راستی کے بڑے ہی بھوکے پیاسے تھے اور وہ حق بات کے اظہار میں سارے جہان کی مجموعی مخالفت سے بھی نہیں ڈرتے تھے اور صرف یہی ایک قوم ہے - جن کو ولایتوں احداً الااللہ کا سرٹیفکیٹ ملا ہے -

(۲) پھر یہ لوگ رسم و مجارٹی کی رائے کے (جو کثرت سے پیدا ہو) بھی قائل نہیں ہوتے - اگر ایسا ہوتا - تو یہ بُت پرستی کی تردید نہ کرتے حالانکہ بُت پرست دنیا پر زیادہ ہیں - باوجودیکہ یہ لوگ آپس میں ملے بھی نہیں - پھر بھی ان کا اس بات پر اتفاق ہے - کہ ایک اللہ ہے -

پس جیسا کہ ہم لنڈن کا وجود بہت سے سچ بولنے والوں کی شہادت سے تسلیم کرتے ہیں - ایسا ہی خدا تعالےٰ بھی ضرور ہے -

دوسری دلیل یہ ہے - کہ جو بات یہ لوگ خدا سے اطلاع پا کر کہتے ہیں - وہ ضرور اٹل ہوتی ہے - حالانکہ آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی ذرائع نہیں ہوتے - دنیاوی تدابیر سے کام لینے میں نپولین سکندر سے بڑھ کر کوئی نہیں - مگر یہ دونوں ناکام مرے ہیں - حتے کہ نپولین کی قوم فرانسیسی کا باوجود بہت خرچ کرنے کے مشرق میں کچھ بھی نہیں -

تیسری دلیل یہ ہے - کہ خدا کے چشمے سے نکلی ہوئی مخلوق ایک دوسرے کی مکذب نہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ اس کا سرچشمہ ایک ہے اور وہ ایک ہی ہستی کے ارادے کے تحت میں ہے - آنکھ جو رنگ مشرق میں دیکھتی ہے - وہی مغرب میں یقین کرتی ہے - اور پھر کان اس کی تکذیب نہیں کرتے - غرض نظام عالم ایک حد کے اندر باقاعدہ چلتا ہے - ایک کتاب کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کا مؤلف کوئی ضرور ہے - مگر اتنے بڑے شیرازہ عالم کے مؤلف کا یقین نہ کرنا کیسی بے وقوفی کی بات ہے - باجرے کا ایک خوشہ ہے کہ اس میں سے ایک دانہ نکال کر پھر اس جگہ لگا کر تو دکھاؤ - تربوز ریتے میں ہوتا ہے - مگر کیا مجال ہے کہ اس کے اندر ایک ذرہ بھی جائے - پھر کیسا شیریں ہوتا ہے - توت (بیدانہ) کو دیکھو - آندھیوں کے موسم میں ہوتا ہے - مگر اُس پر گرد نہیں - گولر کے اندر کس قدر کیڑے ہوتے ہیں - غرض نظام عالم کی ہر ایک چیز باوجود کمال بے تعلقی تعلق کمال رکھتی ہے - اور ہر چیز کا ایک حد کے اندر ایک ضابطہ کے ساتھ کام دینا ایک مرتب و منتظم کا یقین دلاتا ہے -

چوتھی دلیل جو ہے - سب سے زبردست اور میرے اپنے ذوق کی ہے - کہ خدا کی آواز پہونچ جائے - کہ میں ہوں - چنانچہ میں نے بھی سنی - اس نے فرمایا - کہ قرآن کی آیت کا منکر کوئی ہو - اور وہ مشکل سے مشکل آیت کے متعلق کوئی سوال کرے

اور مجھے نہ آتا ہو۔ تو معاً اس کا علم مجھے سکھادیں گے یہ خدا کا وعدہ ہے اور میں بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ کہ تمام جہان بھی اگر مل کر کسی آیت قرآنی کے معنے پوچھے اور اعتراض کرے۔ تو اگر وہ منکر آیات قرآنی ہوگا۔ تو مجھے ضرور جواب سمجھا دیا جاوے گا۔ میں ایک عاجز انسان ہوں۔ میرا علم اتنا بڑا نہیں۔ پس میں اتنا دعوے جو کرتا ہوں یہ اس باری تعالیٰ سے ہے۔ جسکی ہستی کی دلیل طلب کی جاتی ہے۔

بدر - دیو سماج کے گورو بھگوان استیانند اگنی ہوتری اور جیون تت کے اڈیٹر صاحب اس پر غور فرماویں۔

اسلام کی اعلیٰ التعلیم

فرمایا۔ تمام مذاہب عالم میں سے یہ مابہ الامتیاز اسلام ہی کو حاصل ہے۔ کہ اس کے اصول کی منادی پانچ بار بآواز بلند کوٹھوں کی چھت پر چڑھ کر کی جاتی ہے۔

اللہ اکبر سے بڑھ کر اللہ کے لئے تعظیم کا لفظ کونسا ہو سکتا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ میں اگر توحید از روئے افعال و ذات و صفات کے مسئلے کو لیا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کی حقیقی معبودیت کا اعلان کیا ہے۔ پھر

اشھد ان محمداً رسول اللہ میں مسئلہ رسالت و نبوت کا اعلان کرتے ہوئے تمام انبیاء کے کمالات کے جامع کا نمونہ بطور شہادت پیش کیا ہے۔

حی علی الصلوٰۃ۔ میں عبادات کی جامع نماز کی طرف بلایا ہے اور

حی علی الفلاح میں تمام ایسے فضائل کی طرف آنے کی ترغیب دی ہے جو انسان کی کامیابی کا مدار ہیں پھر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کو دھرا کر بتایا ہے کہ اصل مدار نجات توحید ہی ہے۔

ایمان باللہ۔ ایمان ملائکہ۔ ایمان کتب۔ ایمان رسل۔ ایمان یوم آخر۔ ایمان قدر خیر و شر۔ فضائل کر لینا۔ رذائل سے بچنا۔ یہ سات اصل الاصول ایمان ہیں۔

علم الرؤیا

فرمایا۔ علم الرؤیا بھی ایک بڑا عجیب علم ہے اللہ تعالیٰ ہی جسے اس کی سمجھ دے قرآن مجید میں نبی کی خواب کا بھی ذکر ہے۔ کافر کی خواب کا بھی۔ فاسق و فاجر کی خواب کا بھی۔ غرض ہر قسم کے آدمیوں کی خواب کا ذکر ہے تا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ علم بہت ہی باریک اور عجیب در عجیب ہے۔ آجکل کے پڑھے ہوئے اسے محض خیال قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ غلطی پر ہیں افسوس کہ مسلمانوں نے اب اس کی طرف توجہ کم کر دی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے خوابوں کے متعلق یادداشت رکھیں اور رجوع رویا ان کے سچے نکلیں۔ وہ جمع کرتے جائیں تاکہ عجائبات قدرت کا علم ہو۔ رویا کبھی تو بعینہ ویسے ہی پوری ہوتی ہے۔ جیسے انی ارانی اعصر خمرا۔ چنانچہ وہ اسی خدمت پر مامور ہوا۔

(۲) یا آدھی ویسے ہی اور آدھی دوسرے رنگ میں جیسے اس نے دیکھا کہ میرے سر سے روٹیاں پرندے کھاتے ہیں۔ اس کا سر ہی روٹیاں بن گیا۔

(۳) کبھی صرف نمونہ کے طور پر ایک چیز دکھائی جاتی ہے جیسے کئی سال کے قحط کا نظارہ خشک بالوں میں دکھایا گیا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی دجال کا ذکر ہے اور تم نے اس سے قوم کی قوم کس طرح سمجھ لی وہ اس پر غور کریں۔ کہ رویاء کے معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ابن سیرین کے آگے کسی نے بیان کیا میں رویا میں اذان دیتا ہے آپ نے اسے کہا تو چور قرار دیا جا کر پکڑا جائیگا دوسرے نے یہی خواب بیان کیا۔ تو کہا تم حج کرو گے تیسرے نے بیان کیا۔ تو فرمایا۔ تیرا دشمن خائب و خاسر ہوگا۔ لوگوں نے تعجب کیا کہ ایک ہی خواب اور تعبیریں مختلف۔ کہا تینوں قسم کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ میں نے ہر ایک چہرے کی فراست سے تبلا دیا ہے۔

(۱) اذن موذن ایتھا العیر انکم لسارقون (۲) اذن فی الناس یوم الحج الاکبر (۳) اذان من اللہ و رسولہ۔

نبی جتھے کا منتظر نہیں ہوتا

فرمایا جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں نبی جتھے کا منتظر رہتا ہے۔ اور پھر لڑائی کرتا ہے۔ جب صحابہ میں سے اکثر بھاگ گئے۔ تو اس وقت نبی اکرم نے پکار کر کہا۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ کہ دعوے کرنے والا تو میں ہوں۔ کوئی اگر بھاگتا ہے۔ تو بھاگے۔

احسن القصص سے کیا مراد ہے

فرمایا۔ لوگوں نے غلطی سے احسن القصص کے معنے بہتر سے بہتر قصہ کئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہرگز قصے نہیں۔ اساطیر الاولین تو کفار کا قول ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوسف کا قصہ ہی سب سے اچھا قصہ ہے۔ خلاصہ سورہ تو یہی ہے۔

(۱) بھائیوں نے آپ سے دشمنی کی (۲) اسکی وجہ والد کی محبت تھی (۳) آخر اپنے بھائیوں پر غالب آئے معاف کر دیا۔ (۴) ایک عورت کی ناجائز درخواست کی پروا نہ کی۔

حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔ بجائے چند گنتی کے بھائیوں کے سارا جہان دشمن۔ (۲) اس کی وجہ کسی کی محبت نہ تھی۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کا جوش۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے قوم نے خود کئی حسین عورتیں پیش کیں۔ مگر آپ نے خدا کے مقابلہ میں ان کی پروا نہ کی۔ پھر صرف بھائیوں پر نہیں۔ بلکہ سارے عرب پر غالب آئے اور ان کو معاف کر دیا۔

شاعر و نقاش

فرمایا۔ جو کام مصور و نقاش قلم سے لیتا ہے۔ شاعر الفاظ میں اس کی تصویر کھینچتا ہے۔

باپ بیٹے میں فرق

فرمایا۔ یوسف اور یعقوب میں اس بات سے ظاہر ہے کہ یوسف نے یغفر اللہ لکم کہہ دیا۔ مگر باپ کہتا ہے سا ستغفر لکم۔ یہ لوگ خدا کے حکم کے بغیر دعا بھی نہیں کرتے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز حکومت کی خواہش نہ تھی۔ فرماتے ہیں۔ اے ابوذر میں تیرے لئے وہی چاہتا ہوں۔ جو اپنے لئے میرے دل میں کبھی دو آدمیوں پر بھی حکومت کرنے کی خواہش ہرگز پیدا نہیں ہوئی۔

امر بالمعروف

فرمایا مسلمانوں پر ادبار اسی وقت سے آیا ہے جب سے انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملانوں کا کام ہے اور ہم کسی کو امر بالمعروف کریں تو ہماری پوزیشن میں فرق آتا ہے حالانکہ یہ ایک عظیم الشان کام ہے کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اسے کیا۔ قرآن مجید پڑھ کے دیکھ لو۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر ہی ہے اور امت محمدیہ کا تو فرض منصبی ہی یہی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر

مہاتما منشی رام جی کی رائے

ڈاکٹر چرنجیو اور مہاشہ دہرمپال کے مقدمہ کے متعلق

مہاشہ دھرم پال کو جاگنا چاہیئے

مہاشہ دہرم پال کے باعث مجھے بہت ہی بدنام ہونا پڑا مگر میری قلم اور میری آواز دونوں رکی رہیں۔ اس کی وجہ بتلانے کا وقت اب آیا ہے۔ جسوقت میرے پیارے عزیز" دھرم پال نے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج کو بدنام کرنے کے لئے طوفان مچایا تھا اس کے ساتھ اس نے تمام لوگوں کو اس ہی کے میں ڈالنا شروع کیا کہ اس نے سب کچھ میری پریرنا اور میری ممتی سے لکھا ہے اوسوقت میری صحت بہت بگڑی ہوئی تھی اور میں آرام کے لئے کوئیٹہ جا رہا تھا۔ مگر ادائے فرض کی خیال نے مجھے راستے میں روک لیا اور میں نے شریمان رام کرشن جی پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو پریرنا کی کہ جھوٹ کی تردید کرنا میرا اوران کا فرض ہے۔ ہم دونوں اکٹھے لاہور پہونچے دہرمپال ہمیں سب سے پہلے ریلوے سٹیشن پر ملا۔ اور کہنے لگا "کہ آپ لوگ کوئی اعلان نہ نکالیں۔ میرا ڈاکٹر بھاردواج کے آچرن پر کوئی حملہ نہیں۔ میں خود معاملہ صاف کر دونگا" میرا جواب یہ تہا کہ مجھے تجھہ پر اعتبار نہیں۔ تو صاف کرتے ہوئے لوگوں کو شاید کسی اور بھرم میں ڈال دیوے۔ میں نے بھی ڈاکٹر جی پر لگائے ہوئے شرمناک الزام کے بارے میں وہی الفاظ کہے تھے۔ جو آج مجسٹریٹ نے صاف اپنے فیصلے میں لکھدئے ہیں۔ میرے اور پردہان جی کے اعلان کا نتیجہ بہت اچھا ہوا۔ اور دہرم پال کے ہاتھ پاؤں مارنے پر میں اصلیت کو پبلک کے سامنے رکھنے کو تیار رہتا۔ کہ ڈاکٹر جی نے یہ معاملہ آریہ پرتی ندہی سبھا میں پیش کر دیا۔ بس مجھے پھر اپنی بدنامی ہوتے دیکھ کر چپ ہی رہنا پڑا۔ کیونکہ جو معاملہ زیر غور ہو اس پر لکھنا میں خلاف اصول سمجھتا ہوں۔ جب سبھا کی ہتک کر کے دہرم پال نے پردھان آدمی پر حملے کئے اور اس سبھا کو اس کام سے ہاتھ دہونا پڑا۔ تب میرے لکھنے کا وقت آیا اور میں نے اس وقت تک کے تمام حالات پر آزادی سے لکھا میرے لکھنے سے پہلے ہی دہرم پال نے اپنے "پتندر" نامی اخبار میں (شاید یہ سنکر میں خود لکھنے والا ہوں) مان لیا تہا کہ اس کی تحریروں سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کے بعد جب ڈاکٹر جی نے اس پر فوجداری نالش کی اور میں نے اس کو اپنے سامنے کچھ اور کہتے اور مجھ سے الگ ہو کر اوس سے الٹا ہی کہتے دیکھا۔ تو بہت مرتبہ خبردار کیا اور زیادہ ملنا بھی بند کر دیا۔ پھر جو کچھ ہوا۔ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ گو وہ ساری کہانی ٹھیک طور پر ثابت کر سکتی ہے کہ دہرم پال ہر ایک بات میں میرے ساتھ وشواس گھات کرتا رہا اور اپنے ہر ایک مضمون میں آریہ سماج کو ہانی پہونچاتا رہا۔ دہرم پال کے جیون چرتر کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور اس لئے جب وہ پریکٹس میں کبھی مسیح کبھی لوتھر اور کبھی بدھ دیو کا ہم پلہ بنتا تہا کبھی پٹیالے کے مقدمہ کا خاتمہ کرانے والا اور آریہ سماج کے متعلق گورنمنٹ کے شکوک کو دور کرانے والا اور اپنے آپ کو پرسدھ کرتا تہا تو مجھے کشٹ ہوتا تہا اسی پرکار جب آریہ سماج کے لٹریچر پر پنجاب میں برٹش گورنمنٹ کے حکام کبھی اعتراض نہیں کر سکتے تھے اس کو اتنا گرایا کہ "ہنٹر" اور "مجدد" جیسے ننگوں کے ساتھ ایک آریہ سماج کے اخبار نویس سے بھی مضامین کے روک تہام کی پرتگیا لی گئی اور جب اس کو دہرم پال نے اپنی "عظیم الشان فتح" کے نام سے پرسدھ کیا تب بھی مجھے لکھنے سے اس مقدمہ نے ہی روکا جس کا فیصلہ ۱۲ر ستمبر کو ہوا ہے اور جس میں یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر بھاردواج کو آچرن پر جھوٹے حملے کرنے کے باعث دہرم پال کو پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دیجاتی ہے۔ جب دہرم پال نے ارجن کا پہلا پرچہ ہی نکالا۔ تو میں نے اسے خبردار کرنے کے لئے ایک خط بھیجا تھا۔ اس کا جو جواب آیا اس کو پڑھ کر میں نے پھر مفصلہ ذیل خط لکھا۔

از پٹیالہ مورخہ ۳۰ جنوری مہاشے دہرم پال جی نمستے

آپ کا خط پہونچا۔ ارجن کا دوسرا پرچہ پڑھ کر بھی کوئی اطمینان نہ ہوا۔ صفحہ ۳ پر میاں الہی بخش کی برخورداری۔ میاں زاہد علی کا زہد۔ محمدی پولیس سلطان الحمید قید میں۔ صفحہ ۴ پر داود خان کی سعادت مندی۔ غلام حسین کی برخورداری طاہر افندی کی طہارت کے علاوہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ کے کچھ مضامین بھی بھرے پڑے ہیں ان سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا آریہ سماجی سب پارسا ہو تے ہیں۔ جس قسم کے مضامین کی اسوقت ضرورت ہے ان سے عوام تو خوش نہ ہونگے اور اخبار بھی کم بکیگا۔ لیکن ویدک دہرم کی واقعی رکھشا ہوگی .... جہاں میں مہاشے دہرمپال کو ایسے خط لکھ رہا تھا وہاں لوگوں میں پرسدھ کیا جا رہا تھا کہ دہرم پال جو کچھ کرتا ہے مجھ سے پوچھ کر کرتا ہے۔ پھر ۱۸ر پہاگن کو میں نے مفصلہ ذیل خط ارجن میں چھپنے کو بھیجا مگر جب مجھے یہ بتلایا گیا کہ اس سے مہاشے دھرمپال کو مقدمے میں نقصان پہونچنے کا امکان ہے تو میں نے انہیں اختیار دیدیا کہ وہ اسے نہ چہاپیں۔

مورخہ ۱۸۔ پہاگن سمت ۱۹۶۶ بکرمی ستیانتی بھون۔ جالندہر شہر۔

شریمان دہرم پال جی بی۔ اے ایڈیٹر ارجن لاہور۔ نمستے۔ آپ نے اپنے ۲۵ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے پرچے میں جو مجھ سے دہرم پرچار کے بند کرنے سے پیشتر دوبارہ غور کرنے کی تاکید کی ہے اس کے لئے آپکا از حد مشکور ہوں آپ نے ۱۲۔ پہاگن کے پرچار ک میں اسی سلسلے کا ایک درد ناک مضمون پڑھ لیا ہوگا جو میرے اخبار کے مینجر نے مجھ بلا دریافت کئے چھاپدیا۔ ...... آپکے نوٹ متذکرہ بالا کے آخری حصے کی نسبت میں نے کچھ عرض کرنا ہے جسے امید ہے کہ آپ بلا کم و کاست اپنے اخبار میں جگہ دینگے۔ آپ نے مجھ پر اپنو پبلک اور پرائیویٹ حقوق کا اس سلسلہ میں خاص طور پر ذکر کیا ہے جس سے عوام یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں اور نکال رہے ہیں۔ کہ آپکے طرز عمل زندگی اور آپکی تحریروں کے ساتھ نہ صرف میرا اتفاق ہی ہے بلکہ آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ میری صلاح سے کرتے ہیں جس طرح آپکے دربار عام میں ہر کس و ناکس کو دسترس ہے کیا میری بھی وہاں پہنچ ہو سکتی ہے اگر ہو سکتی ہے تو کیا آپ میرے وہ دونوں خطوط جو میں نے اخبار ارجن کے بارے میں آپکو پٹیالے سے لکھے تھے مع اپنے ایک خط کو جو میرے پہلے خط کے جواب میں آپنے بھیجا تہا بجنسہ چہاپدینگے دوران مقدمہ میں میں نے کئی بار راضی نامہ کر لینے کا پرتین کیا پہلے تو شری ڈاکٹر بہاردواج اسبات پر برابر زور دیتے رہے کہ جب تک دہرمپال یہ نہ مان لیوے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے محض کینہ سے لکھا ہے تب تک وہ اسے معاف نہیں کرینگے۔ مگر جب میرے دہرم سالہ جانے سے پہلے مسٹر واہیٹ ہیڈ صاحب مجسٹریٹ نے مجھے اس معاملہ میں راضی نامہ کرانے کو لکھا اس وقت پہلے سب کچھ مان کر دہرم پال نے ہی (نہ جانے کس کے بہکانے پر) راضی نامے کر دیا۔ میں ڈنڈ کے ... ۳ دلاتا تہا اب .. ۵ دینے پڑے۔ میں (میلشس) لفظ کو مٹواتا تہا اب ثابت ہو گیا کہ ملزم نے جان بوجھ کر مجرمانہ نیت سے شری ڈاکٹر بہاردواج پر جھوٹا الزام لگایا تہا۔ خیر۔ مگر اب بھی دہرم پال کے اندر کوئی پشیمانی کا بہاو ہے؟ نہیں۔ پانچسو روپیہ جرمانے پر بھی وہی مونچھوں پر تاؤ ہے؟ اور پھر وہی لائبل کہ اگر ڈاکٹر جی کی دہرم پتنی وغیرہ کو عدالت میں بلواتا تو صاف چھوٹ جاتا۔ مجھے دہرم پال کی اس ڈھٹائی پر افسوس ہوتا ہے کیا اسے یہ نشچہ ہوگیا ہے کہ جس طرح وہ عوام کو اپنی تحریروں سے پاگل بنالیتا ہے اسی طرح اس منصف حقیقی کو بھی دہوکہ دیسکیگا۔ مہاشے دہرم پال سعادت اسی میں ہے کہ اپنی بہول مانو آریہ سماج کے نشانسک بننے کی بجائے پہر سے شنشہ بنو اور

مہاتما منشی رام جی کی رائے

ڈاکٹر چرنجیو اور مہاشہ دھرمپال کے مقدمہ کے متعلق

مہاشہ دھرم پال کو جاگنا چاہیئے

مہاشہ دھرم پال کے باعث مجھے بہت ہی بدنام ہونا پڑا مگر میری قسلم اور میری آواز دونوں رکی رہیں۔ اس کی وجہ بتلانے کا وقت اب آیا ہے جبوقت میرے پیارے عزیز" دھرم پال نے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج کو بدنام کرنے کے لئے طوفان مچایا تھا اس کے ساتھ اس نے تمام لوگون کو اس بہکنے میں ڈالن شروع کیا کہ اس نے سب کچھ میری پریرنا اور میری ہمتی سے لکھا ہے اوسوقت میری صحت بہت بگڑی ہوئی تھی اور میں آرام کے لئے کوئیٹہ جا رہا تھا۔ گر ادائے فرض کے خیال نے مجھے راستے میں روک لیا اور میں نے شریمان رام کرشن جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو پریرنا کی کہ جھوٹ کی تردید کرنا میرا اور ان کا فرض ہے۔ ہم دونوں اکٹھے لاہور پہونچے دھرمپال ہمیں سب سے پہلے ریلوے سٹیشن پر ملا۔ اور کہنے لگا "کہ آپ کوئی اعلان نہ نکالیں۔ میرا ڈاکٹر بھاردواج کے آچرن پر کوئی حملہ نہیں۔ میں خود معاملہ صاف کردونگا"۔ میرا جواب یہ تھا کہ "مجھے تجھ پر اعتبار نہیں۔ تو صاف کرتے ہوئے لوگون کو شبہ میں اور بھرم میں ڈال دیوے"۔ میں نے بھی ڈاکٹر جی پر لگائے ہوئے شرمناک الزام کے بارے میں وہی الفاظ کہے تھے۔ جو آج مجسٹریٹ نے صاف اپنے فیصلے میں لکھدئے ہیں۔

میرے اور پردھان جی کے اعلان کا نتیجہ بہت اچھا ہوا۔ اور دھرم پال کے ہاتھ پاؤں مارنے پر میں اصلیت کو پبلک کے سامنے رکھنے کو تیار تھا۔ کہ ڈاکٹر جی نے یہ معاملہ آریہ پرتی ندھی سبھا میں پیش کر دیا۔ بس مجھے پھر اپنی بدنامی ہوتے دیکھ کر چپ ہی رہنا پڑا۔ کیونکہ جو معاملہ زیر غور ہو اس پر لکھنا میں خلاف اصول سمجھتا ہوں۔ جب سبھا کی جنگ کر کے دھرم پال نے پردھان آدمی پر حملے کئے اور اس سبھا کو اس کام سے ہاتھ دھونا پڑا۔ تب میرے لکھنے کا وقت آیا اور میں نے اس وقت تک کے تمام حالات پر آزادی سے لکھا میرے لکھنے سے پہلے ہی دھرم پال نے اپنے "اندر" نامی اخبار میں (شاید یہ سنکر کہ میں خود لکھنے والا ہوں) مان لیا تھا کہ اس کی تحریروں سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کے بعد جب ڈاکٹر جی نے اس پر فوجداری نالش کی اور میں نے اس کو اپنے سامنے کچھ اور کہتے اور مجھ سے الگ ہو کر اوس سے الٹا ہی کہتے دیکھا۔ تو بہت مرتبہ خبردار کیا اور زیادہ ملنا بھی بند کر دیا۔ پھر جو کچھ ہوا اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ گو وہ ساری کہانی ٹھیک طور پر ثابت کر سکتی ہے کہ دہرم پال ہر ایک بات میں میرے ساتھ دشواس گھات کرتا رہا اور اپنے ہر ایک مضمون میں آریہ سماج کو ہانی پہونچاتا رہا۔ دہرم پال کے جیون چرتر کو میں بھی طرح جانتا ہوں اور اس لئے جب وہ پریکٹس میں کبھی سیج کبھی جھوٹ اور کبھی بدھ دیو کو ہم پلہ بنتا تھا کبھی ٹیاٹے کے مقدمہ کا خاتمہ کرانے والا اور آریہ سماج کے متعلق گورنمنٹ کے شکوک کو دور کرانے والا اور اپنے آپ پرسدھ کرتا جاتا تو مجھے کشٹ ہوتا تھا اسی پرکار جس آریہ سماج کے لٹریچر پر پنجاب میں برٹش گورنمنٹ کے حکام کبھی اعتراض نہیں کر سکتے تھے اس کو زنا گرا کہ "منشر" اور "مجدد" جیسے گنگوں کے ساتھ ایک آریہ سماج کے اخبار نویس سے بھی مضامین کے روک تھام کی پرتگیاں گئی اور جب اس کو دہرم پال نے اپنی "عظیم الشان فتح" کے نام سے پرسدھ کیا تب بھی مجھے لکھنے سے اس مقدمہ نے ہی روکا جس کا فیصلہ ۱۲ ستمبر کو ہوا ہے اور جس میں یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر بھاردواج کے آچرن پر جھوٹے حملے کرنے کے باعث دہرم پال کو پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہو گئی ہے۔ جب دہرم پال نے ارجن کا پہلا پرچہ بھی نکالا۔ تو میں نے اسے خبردار کرنے کے لئے ایک خط بھیجا تھا۔ اس کا جواب۔ آیا اس کو پڑھ کر میں نے پھر مفصلہ ذیل خط لکھا۔

از پٹیالہ مورخہ ۳۰ جنوری مہاشے دہرم پال جی نمستے

آپ کا خط پہنچا۔ ارجن کا دوسرا پرچہ پڑھ کر بھی کوئی اطمینان نہ ہوا۔ صفحہ ۳ پر میاں الٰہی بخش کی برخورداری۔ میاں زاہد علی کا زہد۔ محرری پولیس سلطان الحمید تمید میں۔ صفحہ ۴ پر داؤد خان کی سعادت مندی۔ غلام حسین کی برخورداری طاہر آفندی کی طہارت کے علاوہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ کے کچھ مضامین بھی پھر سے پڑھیئے ان سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا آریہ سماجی سب پارسا ہی ہیں جس قسم کے مضامین کی اسوقت ضرورت ہے اون سے عوام تو خوش نہ ہوں گے اور اخبار بھی کم بکیگا۔ لیکن ویدک دہرم کی واقعی رکھشا ہوگی .... جہاں میں مہاشے دہرمپال کو ایسے خط لکھ رہا تھا وہاں لوگون میں پرسدھ کیا جا رہا تھا کہ دہرم پال جو کچھ کرتا ہے مجھ سے پوچھ کر کرتا ہے۔ پھر ۱۸ پھاگن کو میں نے مفصلہ ذیل خط ارجن میں چھپنے کو بھیجا مگر جب مجھے یہ بتلایا گیا کہ اس سے مہاشے دھرمپال کو مقدمے میں نقصان پہونچنے کا امکان ہے تو میں نے انہیں اختیار دیدیا کہ وہ اسے نہ چھاپیں۔

مورخہ ۱۸۔ پھاگن سمت ۱۹۶۶ بکرمی شانتی بھون۔ جالندھر شہر۔

شریمان دہرم پال جی بی۔ اے ایڈیٹر ارجن لاہور۔ نمستے آپ نے اپنے ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء کے پرچے میں جو مجھوست دہرم پرچار کے بند کرنے سے پیشتر دوبارہ غور کرنے کی تاکید کی ہے اس کے لئے آپکا ازحد مشکور ہوں آپنے ۱۲۔ پھاگن کے پرچارک میں اسی سلسلے کا ایک دردناک مضمون پڑھ لیا ہوگا جو میرے اخبار کے مینجر نے مجھ بلا دریافت کئے چھاپدیا........ آپکے نوٹ متذکرہ بالا کے آخری حصے کی نسبت میں نے کچھ عرض کرنا ہے جسے امید ہے کہ آپ بلاکم و کاست اپنے اخبار میں جگہ دینگے۔ آپنے مجھ پر اپنو پبلک اور پرائیویٹ حقوق کا اس سلسلہ میں خاص طور پر ذکر کیا ہے جس سے عوام یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں اور نکال رہے ہیں۔ کہ آپکے طرز عمل زندگی اور آپکی تحریرون کے ساتھ نہ صرف میرا اتفاق ہی ہے بلکہ آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ میری صلاح سے کرتے ہیں جس طرح آپکے دربار عام میں ہر کس و ناکس کو دسترس ہے کیا میری بھی وہاں پہنچ ہو سکتی ہے اگر ہو سکتی ہے تو کیا آپ میرے وہ دونوں خطوط جو میں نے اخبار ارجن کے بارہ میں آپکو پٹیالے سے لکھے تھے مع اپنے ایک خط کو جو میرے پہلے خط کے جواب میں آپنے بھیجا تھا بجنسہ چھاپدینگے دوران مقدمہ میں میں نے کئی بار راضی نامہ کرانے کا پریتن کیا پہلو تو شری ڈاکٹر بھاردواج اسبات پر برابر زور دیتے رہے کہ جب تک دہرمپال یہ نہ مان لیوے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے محض کینہ سے لکھا ہے تب تک وہ اسے معاف نہیں کریں گے۔ مگر جب میرے دہرم سالہ جانے سے پہلے مسٹر وائٹ ہیڈ صاحب مجسٹریٹ نے مجھے اس معاملہ میں راضی نامہ کرانے کو کہا اس وقت پہلے سب کچھ مان کر دہرم پال نے ہی (نہ جانے کس کے بہکانے پر) راضی نامے کر دیا۔ میں ڈنڈ کے ۳۰۰ دلاتا تھا اب ۵۰۰ دینے پڑے۔ میں (لفظ کو ہٹواتا تھا اب ثابت) میلشس ہو گیا کہ ملزم نے جان بوجھ کر مجرمانہ نیت سے شری ڈاکٹر بھاردواج پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ خیر۔ مگر اب بھی دہرم پال کے اندر کوئی پشیمانی کا بھاو ہے؟ نہیں۔ پانچسو روپیہ جرمانے پر بھی وہی مونچھوں پر تاؤ ہے؟ اور پھر وہی لاف کہ اگر ڈاکٹر جی کی دہرم پتنی وغیرہ کو عدالت میں بلواتا تو صاف چھوٹ جاتا۔ مجھے دہرم پال کی اس ڈھٹائی پر افسوس ہوتا ہے کیا اسے یہ نشچہ ہو گیا ہے کہ جس طرح وہ عوام کو اپنی تحریروں سے پاگل بنا لیتا ہے اسی طرح اس منصف حقیقی کو بھی دہوکہ دے سکیگا۔ مہاشے دہرم پال سعادت اسی میں ہے کہ اپنی بھول مانو آریہ سماج کے ننانک بننے کی بجائے پھر سے شنیشر ہنو اور اسوقت تک قلم نہ اٹھاؤ جب تک کہ اس اشانتی کا پرائشچت نہ کرلو۔ جو کہ تم نے آریہ سماج میں پھیلا چھوڑی ہے۔ شری ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج کو میں اس مقدمہ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں آپکے آچرن پر مجھیں وشواس تھا۔ ان کے لئے کچھ نئی بات نہیں ہوئی۔ سب تو آپکے لاہور آریہ سماج کے پردھان پد اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے منتری پد سے الگ ہوتے پر بھی انشچیہ کرتے تھے۔ مگر سرو سادھارن میں سینہ کا پرکاش کم ہو گیا کیا آپکے یہ اشارہ کہنا انوچت ہے۔ کہ آپ تمام دیگر خیالات کو بھولا کر پھر سے ویدک دہرم کی سیوا کے کام میں مجموعی طاقت کے مددگار بنیں۔

(ست دہرم پرچارک)

عدالتِ برطانیہ پر ایک بدنما داغ

صاحب وزیر ہند اور وائسرائے ہند کی گورنمنٹ تو رات دن اسی کوشش میں ہے۔ کہ عدل و انصاف بلکہ رحم و شفقت کے نمونے قائم کر کے رعایائے ہند کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور وہ بہت کچھ اپنے ارادے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض نوجوان تیز طبیعت حکام درمیان میں گاہے گاہے ایسے آ جاتے ہیں۔ جو ایک بے ضابطگی کی دلشکن نظیر قائم کر کے گویا ملک اور رعایا کو

سکھا شاہی کا نمونہ

دکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حال میں سرگودہ کے ایک اسسٹنٹ کمشنر مسٹر فلپی صاحب بہادر نے ایک ایسی خلاف قانون کارروائی کر دکھائی ہے۔ کہ ملک میں شور مچ گیا ہے۔ کم ہی کوئی اُردو اخبار ہو گا۔ جس نے

قانون انگریزی کی اس ہتک

کو افسوس کے ساتھ اپنے اخبار میں ذکر نہ کیا ہو۔ جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے میں ہوئی۔ اس کی تفصیل بہت سے اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ چنانچہ اخبار عام اور وطن وغیرہ میں جو مضمون چھپا ہے۔ اس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

۱۷۔ اگست ۱۹۱۱ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے۔ کہ تقسیم کنندۂ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آ کر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا۔ تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا آخر ۴ بجے ایک مصلی کمان کو ساتھ لے کر معائنہ کیا۔ اسی دن

مسٹر فلپی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا اور تلی وزن میں ۳۴½ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کی وجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند حکماً پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیفکورٹ میں نہ بھیجی جاوے اس کے بعد مسٹر فلپی نے سشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا۔ ۴۔ ستمبر ۱۹۱۱ء کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر فلپی معہ سول سرجن کے بھیرہ میں پہنچے اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچ کر تولی گئی۔ ۱۶ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے کے وقت تلی وزن میں ۱۲ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰ یا ۱۱ اونس کے درمیان ہو گی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا۔ تو اس وقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ ان کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۳۴ اونس مادہ نہیں آ سکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۲۰ اونس اس میں آنا ممکن تھا صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۶۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ۳۴½ اونس تھا۔ کمان خاکروب

نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔ بیانات گواہان وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل کے کل گواہ عدالت سے جا چکے تھے۔ تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بُلا کر ان کو اور کمان خاکروب کو ہتھکڑی لگانے کا حکم دیا۔ اس بنا پر ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔ یہ واقعہ سلانوالی کا ہے۔ جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کو ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھ کر پیش کی۔ اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جاوے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا۔ خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اس وقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائداد بھی کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سشن جج صاحب رخصت پر تھے اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ سکیسر پر تھے۔ اس لئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہو سکی۔ اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لے جا کر حوالات میں رکھا اور اگلے دن بلاضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا اور اسی شام کو حکم دیا۔ کہ اسی حالت میں انہیں شاہ پور جو بیس میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا جاوے جہاں وہ ۱۸۔ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایک ہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر خاص و عام ان واقعات کو سُن کر انگشت بدندان رہ سکتا ہے۔ (محمد علی وکیل) از عام

اس مقدمہ میں ہم گورنمنٹ برطانیہ کے اعلےٰ حکام کو مفصلہ ذیل امور کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا بیان تازہ لاش کے پوسٹ مارٹم پر تھا۔ اس کے ساتھ اختلاف کا بیان اس معائنہ پر مبنی تھا۔ جو لاش کے اٹھارہ دن تک زمین کے اندر گلنے اور سڑنے کے بعد کیا گیا۔

(۲) مسٹر جوڈے دن کا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ساتھ ایک اختلاف رائے تھا۔

(۳) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو اور بھنگی کو ہر دو کو ایک وقت میں ایک ساتھ ہتھکڑی اس بنا پر لگائی گئی۔ کہ ان کی شہادت کے بیان میں کچھ اختلاف تھا۔ حالانکہ اس اختلاف میں ضرور تھا کہ ایک غلطی پر ہو تو دوسرا صحت پر۔ اسواسطے ہر دو کو ہتھکڑی لگا دینا کیونکر درست ہو سکتا تھا۔

(۴) اگر صرف اختلاف بیان کی وجہ سے بغیر کسی مزید تحقیقات کے دو شاہدوں کو حوالات پر کر دینا جائز تھا۔ تو کیا وجہ ہے کہ تیسرے شاید مسٹر جوڈے دن کو بھی ایسے ہی اختلاف کے سبب ساتھ ہی نہ رکھا گیا۔

(۵) ڈاکٹر بشارت احمد کو شہادت کے بعد خرچہ دے کر رخصت کیا گیا۔ اور جب سب لوگ عدالت سے چلے گئے۔ تو پھر دوبارہ شام کے وقت طلب کر کے فوراً ہتھکڑی لگا کر عدالت برخواست کر دی گئی تاکہ موقعہ ضمانت نہ ہو۔

(۶) باوجودیکہ جرم قابل ضمانت تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے واسطے زبانی درخواست کی۔ تو مسٹر فلبی نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔

(۷) دیوان دولت رائے صاحب وکیل نے تحریری درخواست ضمانت کے لئے پیش کی اور پچیس ہزار روپیہ تک ضمانت دینے کے واسطے طیاری ظاہر کی اور اسٹیشن پر تحصیلدار موجود تھا۔ جو دیوان صاحب موصوف کی لاکھوں روپے کی جائداد کی تصدیق کر سکتا تھا۔ مگر مسٹر فلبی نے بغیر حکم لکھنے کے درخواست واپس کر دی۔

(۸) ایک معزز سرکاری ملازم ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائی گئی

(۹) ہتھکڑی لگا کر پبلک میں سے گذارا گیا تاکہ اسکی خوب بے عزتی ہو۔

(۱۰) دوسرے دن بے فائدہ کئی گھنٹے اسی طرح ہتھکڑی لگائے ہوئے عدالت کے برآمدے میں پبلک کے سامنے بٹھائے رکھا۔

(۱۱) حکم دیا کہ اسی طرح ہتھکڑی لگائے پاپیادہ سرگودہ سے شاہ پور لے جاؤ۔ جو بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

یہ سلوک کس کے ساتھ ہوا

(۱۲) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو تیرہ سال سے نہایت نیک نامی کے ساتھ گورنمنٹ کی خدمت کر رہا ہے۔

(۱۳) ایک ایسے ہر دلعزیز کے ساتھ جس کے واقعہ کو دیکھنے اور سننے والے ہزاروں آدمی اس کے ساتھ ہمدردی کے سبب چشم گریاں ہو رہے ہیں۔

(۱۴) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو بسبب اپنی دینداری کے ہر جگہ لوگوں کے درمیان واعظ رہا ہے اور ہمیشہ اپنے وعظوں کے درمیان گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری کا وعظ بڑے زور شور سے کرتا رہا ہے

(۱۵) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو ہندوستان کی گذشتہ بے چینی کے ایام میں گورنمنٹ کی خیرخواہی میں بڑی جوش سے حصہ لیتا رہا ہے۔ اور مفسدانہ خیالات کی بیخ کنی کرتا رہا ہے۔

(۱۶) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو اس فرقہ کا معزز ممبر ہے جس فرقہ نے گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری ملک میں پھیلانے کے واسطے بیسیوں کتابیں اور اشتہارات اب تک چھاپ کر شائع کئے ہیں۔ دیگر اخبارات میں اس واقعہ کے متعلق جو رائے زنی ہوئی ہے ان میں سے بعض الفاظ بطور نمونہ اب ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

آریہ اخبار پرکاش

اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزت شخص کو ہتھکڑی لگا کر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ جن کی رو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے یہ حکم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگا کر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایسا فعل کیا ہے۔ جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھا جائے۔ تھوڑا ہے۔

ہندوستان

مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزیٹڈ آفیسر کو ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگانے اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بھر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اسی حالت میں بیس میل پیدل چلا کر شاہ پور جانے کے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت۔ بے چینی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہے۔

الحکم میں ایک غیر احمدی نامہ نگار

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب موصوف صداقت اور راستبازی۔ شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع۔ ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نو وارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ر ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو نازل ہوئی اُسے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ پڑھ سکے گی۔ انصاف کا خون ہوا ہے اور آزادی تہ تیغ کر دی گئی ہے۔

زمیندار

ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ معاملہ ہے جس میں ملک کے تمام اخبارات بلا تفریق مذہب و ملت متفق الرائے اور متحد البیان ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کی عزت و آبرو کو بلاوجہ و بلاسبب خلاف ضابطہ جو صدمہ پہنچایا گیا ہے اُسے تمام ملک ایک قومی صدمہ سمجھتے ہوئے امید کرتا ہے کہ حضور سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ اس معاملہ میں بعد تحقیقات کامل اپنی مسلمہ دادگستری کا ثبوت دیگی۔

سرگودہا کے رب ڈویژنل افسر صاحب شاید یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ قانون مطابع کے اجراء سے اخبار نویسی کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا ہے۔ اور ہر حاکم بلا اس خوف کے کہ اس کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی جائے گی۔ کھلے بندوں جس بے عنوانی کا چاہے ارتکاب کر سکتا ہے اور عجب نہیں کہ اسی خیال سے انہوں نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہتھکڑی لگانے۔ ملزم کے وکیل کی طرف سے درخواست ضمانت کے پیش ہونے پر باوجود اس نکتہ کے سمجھا دئے جانے کے کہ جرم منسوبہ قابل ضمانت ہے۔ ضمانت قبول نہ کرنے۔ ملزم کو حوالات میں بھیجکر دوسرے دن بلا ضرورت تمام دن خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگے ہوئے کچہری میں حاضر رکھنے اور اسی شام کو شاہ پور تک جو بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے پیدل لے جانے کا وہ حکم دیا جس سے برٹش انصاف کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہو گئی اس قسم کے افسروں کو ہم ملک اور حکومت کی سلامتی کے لئے ہم خطرناک سمجھتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ گورنمنٹ ان کے اس طرز عمل کو نظر انداز نہ کریگی۔

141

وطن

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ابتلاء اور تحقیر و تذلیل ناواجب و ناروا کا مختصر ذکر پچھلے پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ بادی النظر ہی میں یہ کارروائی ایسی دردناک اور ہندو کے باتفاق اس پر کمال حیرت و استعجاب اور تاسف و افسوس کا اظہار کر کے باادب مگر زور کے ساتھ ہز آنر سر لوئیس ڈین بالقابہم کو فوری توجہ دلائی۔ تو اسی طرح سربرآوردگان ملک میں سے بھی اکثر نے فوراً کسی نہ کسی پیرایہ میں اعلےٰ حکام کو اس تشویش سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھا۔ جو اس افسوسناک خبر سے طبعاً تمام اخبارخوان دنیا اور خاص کر شرفاء ملک میں محسوس ہونے لگی تھی اگر پبلک کو اطمینان ہے۔ تو زیادہ تر اس امر سے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ کی نصفت پسندی اور بیدار مغزی پر کامل بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر حالات اور واقعات متقاضی ہوں۔ تو واثق یقین ہے۔ کہ سر لوئیس ڈین بہادر اس معاملہ میں سر ڈینس فٹز پیٹرک کے نقش قدم پر چلنے سے دریغ نہ فرماویں گے۔ کیونکہ اگر حافظہ غلطی نہیں کرتا۔ تو مسٹر ہیرلین کے معاملہ کے زمانہ میں غالباً ہمارے موجودہ حکمران ہی سر ڈینس کے دست راست اور مشیر خاص اور پنجاب گورنمنٹ کے روح رواں یعنے چیف سکرٹری تھے۔

مسٹر ڈلی فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ بشارت احمد اور کرم دین جرم زیر دفعہ ۱۹۳ سے (جھوٹی گواہی دینا) کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا میں زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ضابطہ فوجداری حوالات میں کر کے ان کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر صاحب ممدوح مقدمہ کی خود ہی تجویز فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا تاکہ کسی کو کسی طرح کا حرف رکھنے کا موقعہ نہ ملے۔ وجوہ یہ درج ہیں۔ (۱) سول سرجن گھی کا وزن ۱۱ اونس بتاتا ہے اور بشارت احمد ۳۴ اونس (۲) سول سرجن کسی شگاف کا نہ ہونا بیان کرتا ہے۔ اور بشارت احمد نے دو شگاف بتائے (۳) باٹ رکھنے کے متعلق کرم دین و بشارت احمد کا اختلاف (۴) پیٹ کے خون کے متعلق اختلاف۔ ویسالہ اسسٹنٹ سرجن ایسے افسر کو حوالات میں کر دینا۔ چوہڑے کے ساتھ اس کو ہتھکڑی لگوانا۔ معقول ضمانت سے انکار کر دینا بازاروں میں پھرایا جانا برآمدہ میں بٹھایا جانا پیدل جانے کا حکم دیا جانا وغیرہ وغیرہ حیرت افزا اور رنجیدہ امور سے قطع نظر اس تمام کارروائی میں جو جو صریح بے ضابطگیاں اور اہم قانونی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ اعلےٰ حکام اور خاص کر سر لوئیس ڈین پر چشم زدن میں واضح ہو گئی ہوں گی۔ تاہم آگاہی عام کے لئے اس موقعہ پر یہ درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کوئی عدالت زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ کسی شخص کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ قائم نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اصل مقدمہ کا آخری تصفیہ نہ ہو گیا ہو۔ دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۶۷۔ مدراس ہائیکورٹ رولنگ جلد ۱ صفحہ ۲۱۔

اس اصول کو بیان کرنا ضروری ہوا گیا ہے کہ دیوانی مقدمات میں بھی اس کی تعمیل ضروری سمجھی گئی ہے جیسا کہ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۷ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نیز فیصلجات ذیل سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء صفحہ ۵۰۔ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۔ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۹۷ و جلد ۵ صفحہ ۳۰۸ اور یہاں ابھی منصف نے مقدمہ کی باضابطہ سماعت بھی شروع نہیں کی۔ دوسرا بڑا سقم یہ ہے کہ کوئی عدالت باختیار خود زیر دفعہ ۱۹۵ عمل پیرا نہیں ہو سکتی اس کے لئے لازمی ہے کہ کوئی پرائیویٹ شخص جس کو مزعومہ حلف دروغی سے نقصان پہونچا ہو۔ درخواست دے اور اجازت استغاثہ حاصل کرے۔ سوم ان دونوں شرطوں کے پورے ہو جانے کے باوصف کوئی حکم کوئی عدالت ان دونوں دفعات کے رو سے نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ حلف دروغی کے ارتکاب کے متعلق تمہیدی تحقیقات سے اطمینان نہ کر لیا جاوے دیکھو الہ آباد لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۸ و ۱۰۱ و جلد ۵ صفحہ ۶۲ و مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۸۱ اور پھر یہی نہیں کہ چالان یا سپردگی سے پہلے الگ تمہیدی تحقیقات ہو بلکہ یہ کہ اس تحقیقات میں ملزم کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ دیکھو کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۔ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۳۵۸۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حاضری ہی ضروری نہیں بلکہ یہ کہ ملزم کو یہ ظاہر کرنے کا موقعہ دیا جاوے۔ کہ کیوں اس کے برخلاف اجازت یا حکم ارجاع مقدمہ نہ صادر کیا جاوے۔ دیکھو مدراس ہائیکورٹ پروسیڈنگ مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء مدراس لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۴۔ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۵ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں نہ کوئی سرسری یا تمہیدی تحقیقات ہوئی نہ ملزم کا بیان لیا گیا نہ اُسے موقعہ دیا گیا۔ نہ اصل مقدمہ کو ختم ہونے دیا گیا اور پھر سب سے عجیب تر یہ کارروائی کہ دونو گواہوں کو یکسان ملزم ٹھہرا دیا حالانکہ ان میں سے ایک کا بیان ضرور سچا تھا۔ اور اگر محض اختلاف ہی کافی وجہ مواخذہ سمجھی گئی ہے۔ تو سول سرجن کے بیان کے اختلاف از بیان بشارت احمد وغیرہ کو اس کلیہ سے کیوں مستثنیٰ کیا گیا۔ مگر کامل یقین ہے کہ سر لوئیس ڈین اور ہز اکسلنی لارڈ منٹو کے عہد میں قانون کی ایسی بے حرمتی سے ہرگز درگذر نہیں فرمایا جائے گا۔

اطلاع

ہمارے ایک احمدی بھائی ہیں شیخ نور احمد نام۔ ساکن کہایا۔ وہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ منڈی اسپان امرتسر میں۔ میں دلالی کا کام کرتا ہوں۔ سب احباب میری معرفت خرید و فروخت کریں۔ انشاء اللہ نقصان سے محفوظ رہ کر فائدہ اُٹھائیں گے ان کے پاس گولیاں دافع امراض اسپان بھی برائے فروخت ہیں۔ بطرف ہاتھی دروازہ متصل چبوترہ سادہوؤاں۔ امرتسر منڈی اسپان میں ملیں گے

ضرورت ہے

ایسے دو پٹواریوں اور ایک قانون گو کی جو بندوبست میں عنقریب کام کر چکے ہوں۔ پرائیویٹ جائیداد کے متعلق حفاظت حقوق کے لئے۔ درخواستیں مع اسناد بذریعہ ایڈیٹر صاحب بدر بہت جلد آنی چاہئیں۔ تنخواہ کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت۔ احمدی کو ترجیح دی جاوے گی۔ پنشنر یا ریٹائرڈ بھی لئے جا سکیں گے۔

سکھا دو

مجھ کو دندان سازی کا علم ادھورے طور پر ہے کیا کوئی صاحب احمدی اس کی تکمیل کا ذمہ لیتے ہیں۔ میں اپنی دندان سازی کی آمدنی کا ۵ فیصدی انشاء اللہ قادیان دیا کرونگا۔ چراغ الدین معرفت ایڈیٹر بدر۔

پتھیروں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ نے عمارت شفاخانہ اور تکمیل عمارت بورڈنگ کے لئے بھٹہ کا جاری کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کام کے لئے پتھیروں کی از حد ضرورت ہے۔ از راہ کرم واقفکار اصحاب پتھیروں کے بہم پہونچانے میں مدد دیکر ثواب دارین سے بہرہ ور ہوں۔ اور اس معاملہ میں خط و کتابت انچارج دفتر تعمیرات قادیان سے کریں۔ والسلام۔

درخواست دعا

میاں عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر (۲) منشی احمد دین صاحب سٹیشن ماسٹر (۳) دختر زادہ مہر الدین صاحب گرد اور بیمار ہے (۴) منشی عبد الرشید صاحب برادر منشی عبد العزیز صاحب (۵) شاہ ولی صاحب ٹبل کا لڑکا بیمار ہے۔

جنازہ غائب۔ اہلیہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب سابق ایڈیٹر المنصور (۲) زوجہ عبد المجید صاحب لاہوری (۳) ہمشیرہ غلام محی الدین

اصلاح

السلام علیکم۔ گذارش آنکہ۔ در اخبار نمبر ۳۴ جلد ۹ مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۰ء۔ در تحریر مضمون حقیقت ازماران ہنود دو جا غلطی کاتب شدہ است۔ اوّل آنکہ در سطر ۱۸

وطن ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ابتلار اور تحقیر و تذلیل ناواجب و ناروا کا مختصر ذکر پچھلے پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ بادی النظر ہی میں یہ کارروائی ایسی دردناک ہے اور ہندو کے باتفاق اس پر کمال حیرت و استعجاب اور تاسف و افسوس کا اظہار کر کے باادب مگر زور کے ساتھ ہز آنر سر لوئیس ڈین بالقابہم کو فوری توجہ دلائی۔ تو اسی طرح سربرآوردگان ملک میں سے بھی اکثر نے فوراً کسی نہ کسی پیرایہ میں اعلےٰ حکام کو اس تشویش سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھا۔ جو اس افسوس ناک خبر سے طبعاً تمام اخبار خوان دنیا اور خاص کر شرفار ملک میں محسوس ہونے لگی تھی اگر پبلک کو اطمینان ہے۔ تو زیادہ تر اس امر سے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ کی نصفت پسندی اور بیدار مغزی پر کامل بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر حالات اور واقعات متقاضی ہوں۔ تو واثق یقین ہے۔ کہ سر لوئیس ڈین بہادر اس معاملہ میں سر ڈینس فٹز پیٹرک کے نقش قدم پہ چلنے کو دریغ نہ فرماویں گے۔ کیونکہ اگر حافظہ غلطی نہیں کرتا۔ تو مسٹر ہیریسن کے معاملہ کے زمانہ میں غالباً ہمارے موجودہ حکمران ہی سرڈینس کے دست راست اور مشیر خاص اور پنجاب گورنمنٹ کے روح رواں یعنے چیف سکرٹری تھے۔

مسٹر فلپس فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ بشارت احمدؐ اور کرم دین جرم زیر دفعہ ۱۹۳ سے (جھوٹی گواہی دینا) کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا میں زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ضابطہ فوجداری حوالات میں کر کے ان کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر صاحب ممدوح مقدمہ کی خود ہی تجویز فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا تاکہ کسی کو کسی طرح کا حرف رکھنے کا موقعہ نہ ملے۔ وجوہ یہ درج ہیں۔ (۱) سول سرجن تلی کا وزن ۱۱۔ اونس بتاتا ہے اور بشارت احمدؐ ۳۴ اونس (۲) سول سرجن کسی شگاف کا نہ ہونا بیان کرتا ہے۔ اور بشارت احمدؐ نے دو شگاف بتلائے (۳) باٹ رکھنے کے متعلق کرم دین و بشارت احمدؐ کا اختلاف (۴) پیٹ کے خون کے متعلق اختلاف۔ دس سالہ اسسٹنٹ سرجن ایسے افسر کو حوالات میں کر دینا۔ چوہڑے کے ساتھ اس کو ہتھکڑی لگوانا۔ معقول سے معقول ضمانت سے انکار کر دینا بازاروں میں پھرایا جانا برآمدہ میں بٹھایا جانا پیدل جانے کا حکم دیا جانا وغیرہ وغیرہ حیرت افزا اور رنجیدہ امور سے قطع نظر اس تمام کارروائی میں جو جو صریح بے ضابطگیاں اور اہم قانونی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ اعلےٰ حکام اور خاص کر سر لوئیس ڈین پر چشم زدن میں واضح ہو گئی ہوں گی۔ تاہم آگاہی عام کے لئے اس موقعہ پر یہ درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کوئی عدالت زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ کسی شخص کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ قائم نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اصل مقدمہ کا آخری تصفیہ نہ ہو گیا ہو۔ دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۶۷۔ مدراس ہائیکورٹ رولنگ جلد ا صفحہ ۲۱۔ اس اصول کو بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کہ دیوانی مقدمات میں بھی اس کی تعمیل ضروری سمجھی گئی ہے جیسا کہ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۷ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نیز فیصلجات ذیل سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء نمبر ۶ صفحہ ۵۰۔ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۔ الہ آباد جلد اول صفحہ ۴۹۷ و جلد ۵ صفحہ ۳۸۷ اور یہاں ابھی سشن نے مقدمہ کی باضابطہ سماعت بھی شروع نہیں کی۔ دوسرا بڑا سقم یہ ہے کہ کوئی عدالت باختیار خود زیر دفعہ ۱۹۵ عمل پیرا نہیں ہو سکتی اس کے لئے لازمی ہے کہ کوئی پرائیویٹ شخص جس کو مزعومہ حلف دروغی سے نقصان پہونچا ہو۔ درخواست دے اور اجازت استغاثہ حاصل کرے۔ سوم ان دونوں شرطوں کے پورے ہو جانے کے باوصف کوئی حکم کوئی عدالت ان دونوں دفعات کے رو سے نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ حلف دروغی کی ارتکاب کے متعلق تمہیدی تحقیقات سے اطمینان نہ کر لیا جاوے دیکھو الہ آباد لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۸ و ۱۰۱ و جلد ۵ صفحہ ۶۲ و مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۸۱ اور پھر یہی نہیں کہ چالان یا سپردگی سے پہلے الگ تمہیدی تحقیقات ہو بلکہ یہ کہ اس تحقیقات میں ملزم کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ دیکھو کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۔ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۳۵۰۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حاضری ہی ضروری نہیں بلکہ یہ کہ ملزم کو یہ ظاہر کرنے کا موقعہ دیا جاوے۔ کہ کیوں اس کے برخلاف اجازت یا حکم ارجاع مقدمہ نہ صادر کیا جاوے۔ دیکھو مدراس ہائیکورٹ پروسیڈنگ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۸ء۔ مدراس لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۴۔ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۵ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں نہ کوئی سرسری یا تمہیدی تحقیقات ہوئی نہ ملزم کا بیان لیا گیا نہ اُسے موقعہ دیا گیا۔ نہ اصل مقدمہ کو ختم ہونے دیا گیا اور پھر سب سے عجیب تر یہ کارروائی کہ دونو گواہوں کو یکساں ملزم بنا دیا حالانکہ ان میں سے ایک کا بیان ضرور سچا تھا۔ اور اگر محض اختلاف ہی کافی وجہ مواخذہ سمجھی گئی ہے۔ تو سول سرجن کے بیان کے اختلاف از بیان بشارت احمدؐ وغیرہ کو اس کلیہ سے کیوں مستثنیٰ کیا گیا۔ مگر کامل یقین ہے کہ سر لوئیس ڈین اور ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کے عہد میں قانون کی ایسی بے حرمتی سے ہرگز درگذر نہیں فرمایا جائے گا۔

اطلاع ہمارے ایک احمدی بھائی ہیں۔ شیخ نور احمدؐ نام۔ ساکن کہارا۔ وہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ منڈی اسپان امرتسر میں۔ میں دلالی کا کام کرتا ہوں۔ سب احباب میری معرفت خرید و فروخت کریں۔ انشاء اللہ نقصان سے محفوظ رہ کر فائدہ اُٹھائیں گے ان کے پاس گولیاں دافع امراض اسپان بھی برائے فروخت ہیں۔ بہ طرف ہاتھی دروازہ متصل چبوترہ سادہوواں۔ امرتسر منڈی اسپان میں ملیں گے

ضرورت ہے ایسے دو پٹواریوں اور ایک قانون گو کی جو بندوبست میں عنقریب کام کر چکے ہوں۔ پرائیوٹ جایداد کے متعلق حفاظت حقوق کے لئے۔ درخواستیں مع اسناد بذریعہ ایڈیٹر صاحب بدر بہت جلد آنی چاہئیں۔ تنخواہ کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت۔ احمدی کو ترجیح دی جاوے گی۔ پنشنر یا ریٹائرڈ بھی لئے جا سکیں گے۔

سکھا دو مجھ کو دندان سازی کا علم ادھورے طور پر ہے کیا کوئی صاحب احمدی اس کی تکمیل کا ذمہ لیتے ہیں۔ میں اپنی دندان سازی کی آمدنی کا دہ فیصدی انشاء اللہ قادیان دیا کرونگا۔ چراغ الدین معرفت ایڈیٹر بدر۔

پتھیروں کی ضرورت صدر انجمن احمدیہ نے عمارت شفاخانہ اور تکمیل عمارت بورڈنگ کے لئے بھٹہ کا جاری کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کام کے لئے پتھیروں کی از حد ضرورت ہے۔ از راہ کرم واقف کار اصحاب پتھیروں کے بہم پہونچانے میں مدد دیکر ثواب دارین سے بہرہ ور ہوں۔ اور اس معاملہ میں خط و کتابت انچارج دفتر تعمیرات قادیان سے کریں۔ والسلام۔

درخواست دعا (۱) میاں عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر (۲) منشی احمد دین صاحب سٹیشن ماسٹر (۳) دختر زادہ مہر الدین صاحب گرد اور بیمار ہے (۴) منشی عبد الرشید صاحب برادر منشی عبد العزیز صاحب (۵) شاہ ولی صاحب ٹبل کالڑکا بیمار ہے۔

جنازہ غائب۔ اہلیہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب سابق ایڈیٹر المنصور (۲) زوجہ عبد المجید صاحب لاہوری (۳) ہمشیرہ غلام محی الدین

اصلاح السلام علیکم۔ گذارش آنکہ۔ در اخبار نمبر ۴۳ جلد ۹ مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۰۔ در تحریر مضمون حقیقت اوتاران ہنود دو جا غلطی کاتب شدہ است۔ اول آنکہ در سطر ۱۸

انا للہ وانا الیہ راجعون سید عبد المحی صاحب عرب مہاجر قادیان کی اہلیہ نے (جو ہمشیرہ عبد الغنی خان صاحب مہتمم خزانہ تخانہ ٹیالہ ہے) پیر کے روز اپنے وطن میں مع اپنی نوزائیدہ لڑکی کے انتقال کیا۔ مرحومہ۔ غریب مزاج اور نیک و شریفہ عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت نصیب کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیویں۔

(۲) برادر محمد زاہد صاحب ساکن خیرام پور (اڑیسہ) کی والدہ صاحبہ ام الحسنات کا جنازہ غائب بھی پڑھ دیں۔

کوریا میں ایک مشرقی طاقت وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً

الحاق کودیا۔ جاپان نے قریب ترین ہمسایہ ملک کوریا کس عمدہ قابلیت اور حکمت عملی سے ملحق کیا۔ کہ خود فرمانروائے کوریا نے (جو شہنشاہ یا امپیرر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے) خوشی سے اپنی دست برداری قبول کی۔ وہ جاپان سے معقول گذارہ پائیں گے۔ اور ذاتی طور پر شہنشاہ ہی پکارے جاویں گے۔ اگرچہ شیر قالین اور ہے۔ شیر نیستان اور ہے تو بھی دل کے خوش کرنے کو صاحب یہ خطاب اچھا ہے۔ اب حال میں میکاڈو ئے جاپان نے کوریا کے لئے ضابطہ انتظام نافذ فرمایا۔ یہاں ایک گورنر جنرل فرمانروا ہوگا۔ جنرل ٹیرو وچی کو یہ معزز منصب دیا گیا ہے۔ آپ کو تمام قانون اور آئین مرتب کرنے کا اختیار ہوگا وہ میکاڈوئے جاپان کی منظوری کے محتاج ہوں گے۔ میکاڈوئے جاپان ان کے وزیر اعظم اور پریوی کونسل وہاں کے انتظام کی محافظ اور ذمہ دار ہوگی۔ (عام)

پرتگال میں جمہوری سلطنت پرتگال کے معزول شاہ مانوئل معہ اپنی ملکہ اور نیز والدہ و دادی کے بخیریت جبرالٹر میں پہونچے۔ یہاں کے برٹش جنگی جہازوں نے اقوابیث کی سلامی سر کی۔ گورنر صاحب نے استقبال کیا۔ عزت برقرار رہے۔ پرتگال میں ہر جگہ جمہوری حکومت کا اعلان کیا گیا۔ رعایا خاموش۔ بحری و بری فوجیں متفق۔ سینیر براگہ جدید وزیر اعظم نے برٹش سفیر کو دوستی و عزت کا یقین دلایا۔ تمام مخالفت مغلوب کی گئی ہے۔ شاہ کے تمام حامی مقابلہ میں قتل ہو گئے۔ لیکن وفادار فوج کو سخت مقابلے کے بعد مجبوراً ہتھیار دیکھنا پڑا۔ فوج کے افسران اندر سے جمہور لیڈروں سے ملے تھے۔ اگر وہ رہنمائی کرتے۔ تو جمہور فوج ضرور مغلوب ہوتی۔ تمام سرکاری کاروبار اور بنک جمہور کے قبضے میں ہیں۔ شاہی طرفدار جابجا بے ہتھیار کئے گئے۔ شہر میں ۴۰ گھنٹہ تک جنگ رہی۔ سلحخانے توڑ کر تمام ہتھیار عوام کو تقسیم کئے گئے۔ شاہی کل خاتمہ شاہی جھنڈے کے پرخچے اڑا دئے۔ اس کو بیرون سے کمپل نوالا۔ شاہ نے آخر وقت تک حوصلہ کا ثبوت دیا انکو الٹی میٹم بھیجا۔ کہ تخت سے مستعفی ہوں وہ آدھی رات کو محلات کے پچھواڑے سے مجبوراً بھاگ گئے ان کی عمر صرف ۲۱ برس کی ہے۔ ان کو شیروں نے دھوکے میں رکھا اور ان کے ساتھ تمام یورپ کی ہمدردی ظاہر ہے۔ جمہور پسند کا غلبہ کامل ہے کاروبار جاری کئے گئے۔ فوج نے انقلاب کیا۔ شاہی حکومت ناممکن ہے بعض کے خیال میں جمہور وزراء میں ناچاقی کا خوف ہے اور کیا عجب سپین کی طرح پھر شاہی ہو لیکن موہوم یورپین طاقتیں دخل نہ دینگی۔ اگر جمہوری حکومت اہل پرتگال کو قبول ہوگی تو یورپ میں تسلیم کی جاوے گی۔ ٹرکی و ایران کے بعد پرتگال نے انقلاب کا ثبوت دیا۔ سپین و یونان میں بھی اس کا خوف کیا جاتا ہے۔

سعی مشکور حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور کی کوشش سے لاہور سے ایک سو دو روپیہ عمارت فنڈ میں ۱۱/۴ روپیہ عید الفطر فنڈ میں اور ایک سو پچاس ماہواری چندہ میں ہوا۔ صرف احمدی جماعت نے بدھ کو عید پڑھی۔

ضرورت ہے ایک آدمی کی جو عربی سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور اردو میں بھی مضامین لکھ سکتا ہو حساب کتاب کے کام کی بھی نگرانی کر سکتا ہو۔ مذہب سے بھی ہمدردی اور محبت رکھنے والا ہو اور خدا تعالیٰ کے راہ میں کچھ قربانی کرنے کی ہمت بھی رکھتا ہو۔ وما التوفیق الا باللہ۔ تنخواہ اور کام کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے جو کہ ایڈیٹر رسالہ ہذا سے کرنی چاہیئے۔ قادیان کی سکونت چاہنے والے احباب خصوصیت سے توجہ فرماویں۔ درخواستیں بہت جلد ہوں۔

مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان

پتھر کا کوئلہ

جناب من! میرے کارخانہ میں ہر قسم کا پتھر کا کوئلہ کفایت سے بہت عمدہ ملتا ہے چونکہ میرے یہاں لوڈنگ کا بہت بڑا انتظام ہے کہ خریداروں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں ملتا۔ حسب منشاء مہربان خریداروں کو کوئلہ روانہ کیا جاتا ہے۔ اب مہربانوں کو تحریر ہے کہ کم از کم دو ایک گاڑی کوئلہ منگا کر آزمائش کر لیں۔ دربارہ نرخ مینجر کارخانہ سے دریافت فرماویں شرط اول ہمراہ آڈر قیمت کوئلہ روانہ فرماویں۔ کم از کم نصف قیمت ضرور باقی روپیہ بذریعہ ویلیو پی ایبل وصول کیا جاویگا۔ شرط دوم جس وقت گاڑی یہاں سے روانہ کی جاوے گی اوس وقت آڈر منسوخ نہیں ہو سکتا ہے۔

اسم فسٹ کلاس بڑا بڑا۔ اسم سکنڈ کلاس بہت عمدہ بڑا بڑا۔
دوست کون فسٹ کلاس چکدار ۔ سلک کول بہت عمدہ
سوفٹ کوک برابر بوخت ۔ ہارڈ کوک فسٹ کلاس بڑا بڑا سفید نکردہ
ہارڈ کوک نمبر ۲ بہت عمدہ

المشتہر۔ ایس۔ ایم۔ تقی تلوک کا پتہ کمپنی تقی دھن باد ضلع مانبھوم
(رفیق ہر یس قادیان)

دفتر اخبار بدر سے خرید کرو

سنت احمدیہ ۴ر۔ مجموعہ فتاوئے احمدیہ بجائے ۱۲ر کے صرف ۱۰ر۔ سری کرشن کلنک اوتار ۸ر۔ کفارہ ۱ر۔ ترجمہ مسیح ہندوستان میں ۴ر۔ مبادی الصرف ۲ر۔ غلامی ۳ر۔ عصمت انبیاء ۸ر۔ سر الشہادتین ۱ر۔ الاختلافات ۳ر۔ شہادت القرآن ۲ر۔ ظہور المسیح ۲ر۔ معیار الصادقین ۳ر۔ اسلام کی پہلی کتاب ۲ر۔ عیسائی مذہب ۱ر۔ معیار الحق۔ ضرورت زمانہ ۸ر۔ مورکہ سدھ ۲ر۔ کامن احمدی ۱ر۔ نظم مستورات ۱ر۔ احمدی کامن ۱ر۔ القول الصحیح فی تصدیق المسیح ۱ر۔ فتح الدین ۳ر۔ رحمانی ۳ر۔ السر المکتوم ۵ر۔ البیان الصریح ۱ر۔ شہادت آسمانی حصہ اول و دوم ۲ر۔ جنگ مقدس ۸ر۔ مس یابسے کے نوٹ ۴ر۔ لیکچر مہر سنگھ ۸ر۔ دردمند مومن ۲ر۔ مجلد ۳ر۔ مباحثہ رامپوری ۲ر۔ صحیفہ آصفیہ ۲ر۔ کتاب الصیام۔ روزے کے متعلق تمام مسائل ۱ر۔ شرائط بیعت۔ جلد منگالو۔ روپیہ کی ۱۲۵ ار کی ۵۰ ۴ر کی ۲۰ ۔ فی جلد ۱ر۔

ایک نئی قسم کا قدرتی خضاب

یہ خضاب خالص مہندی اور وسمہ کے جوہر سے بلا آمیزش کسی دیگر اجزا کے بصورت تیل تیار کیا گیا ہے اس لئے اسم بامسمیٰ ہے بالوں کو سیاہ بھنورا اور چمکدار اور نرم بنا دیتا ہے صرف کنگھی سے لگایا جاتا ہے نہ منہ لیپانے کی ضرورت نہ ٹھاٹھہ باندھنے کی حاجت۔ ادہر لگاؤ۔ ادہر خشک ہو جاتا ہے۔ ۲ منٹ میں فارغ ہو کر کام پر چلیئے۔ سردیوں میں دھونے اور نہانے کی تکلیف سے کیسی عجیب نجات دینے والا خضاب ہے۔ نمونہ خضاب ۴ر قیمتہ بالمقطع پر ارسال ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی جو سال کے لئے کافی ہے ۱عہ روپے محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار۔ علاوہ ازیں حسب ذیل ادویات جو سالہا سال کے تجربہ میں تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ وہ بھی بنظر خیر الناس من ینفع الناس مل سکتی ہیں۔ نمونہ کے لئے ۱ر قیمت لی جاویگی۔ سفوف سوزاک فی ڈبیہ ۱عہ۔ حبوب آتشک فیدرجن ۱عہ۔ حبوب بواسیر خونی و بادی۔ قیمت فیدرجن ۱عہ روپیہ۔ سرمہ اکسیر العین فی تولہ ۱عہ روپیہ۔ سفوف جریان فی ڈبیہ ۱۲ر۔ حبوب مبہی فی درجن ۱عہ روپے۔

خضاب منگوانے کا پتہ

مینجر کارخانہ قدرتی خضاب تلونڈی راہ والی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ بائیسواں

(رکوع ۱)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۴)

مورخہ ۴ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

واعتدنا لھا رزقا کریما - اس مین معرفت کا نکتہ ہے - کہ جو بی بی فرمانبردار ہوگی اسے رزق کریم دیا جائے گا - حضرت عائشہ صدیقہ کو اس رزق سے بہرہ وافی ملا جس سے ثابت ہوا - کہ وہ بہت فرمانبردار تھین -

فلا تخضعن بالقول - حضرت عائشہ کھل کر بات کہہ لیتی تھین یہ اس ارشاد کی تعمیل ہے -

ولا تبرجن - حضرت عائشہ کو ایک جنگ بھی پیش آگیا مگر اس مین جاہلیۃ الاولی کی صورت نہین -

لیذھب عنکم الرجس - نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ماریہ پہلے عیسائی تھی - اور صفیہ یہودی - اس قسم کے تمام عقیدون سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین پاک ہوئین -

مورخہ ۶ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۲ - سورۃ الاحزاب رکوع ۵)

المسلمین - فرمان بردار

القنتین - قرآن پڑھنے والے -

انعم اللہ علیہ - "زید" یہ شخص ایک لڑائی مین قید ہوکر خدیجہ کی بہن کے حصہ مین آیا - پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا - آپنے اسے آزاد کر دیا اور اپنے پاس رکھا - آپ نے اس کی شادی پھوپھی زادہ بہن سے کر دی چونکہ وہ تیز تھی - اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دے دیا -

تخفی فی نفسک - دلداری کا ایک پہلو یہ سوجھا کہ مین نکاح کر لون -

تخشی الناس - نبی پر بے جا اعتراض کر کے قابل عذاب نہ ہون یہ ڈر تھا - حضرت موسیٰ کی نسبت بھی ارشاد ہوا - کہ لا تخف انک انت الاعلی - یہ شکست کا ڈر نہ تھا - بلکہ اس کا کہ لوگ مرتد ہوکر ہلاک نہ ہو جاوین -

زوجنا کھا - یہ مراد نہین - کہ اللہ ہی نے نکاح پڑھا دیا - ظاہر مین کوئی بات نہین ہوئی - بان وجوہات کہ نا سے حسب محاورہ قرآنی وسائط کا پتہ ملتا ہے - (ب) آپنے ولیمہ کیا (ج) جب یہ ایک رسم کے مٹانے کے لئے تزویج ہوئی - تو پھر نکاح ظاہر مین علی رؤس الاشہاد کیون نہ ہوتا -

ولا یخشون احدا الا اللہ - وتخشی الناس کے معنے اس آیۃ سے حل ہوتے ہین اور جو معنے مخالف کرتے ہین وہ غلط ثابت ہوئے -

وخاتم النبیین - نبیون کی مُہر - آپ کی مُہر بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہین سمجھنا چاہیئے -

مورخہ ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۳ - سورۃ الاحزاب رکوع ۶)

اذکروا اللہ - کھڑے - بیٹھے - لیٹے - بر و بحر مین لیل و نہار - ظاہر و باطن - دُکھ سُکھ - لڑائی - سفر - حضر - صحت و سقم مین اللہ ہی یاد ہو ان سب مقامات و حالات و اوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات مین ہے -

وملئکتہ اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہین -

شاھدا - گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہین -

نذیرا - نافرمانون کے لئے -

سراجا منیرا - روشنی دینے والا سورج

لکیلا یکون علیک حرج - جیسے بیبیون کو پیچھے اجازت دی ہے کہ چاہو الگ ہو جاؤ چاہو بیبیان بنی رہو - ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو -

ترجی من تشاء منھن - یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ جب طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب رضامندی سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو رکھو - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ تقر اعینھن - کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دین کے لئے رہین -

مورخہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۴ - سورہ احزاب رکوع ۷)

غیر نظرین انٰہ - ایسے وقت مین جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو - منع ہے اس مین کئی خرابیان ہین - (۱) شدت حرص (۲) میزبان کھانا پکوائے یا تمہاری خاطرداری مین مشغول ہو -

یؤذی النبی - جب نبی ایسے وسیع دل باحوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے - تو دوسرے کا کیا ٹھکانا - امیر خسرو نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا - ؎

نان کہ خوردی خانہ برو ٭ نہ کہ گردم بدست تو خانہ گرد

ایک اور بزرگ نے مکان کا قبالا پیش کر دیا تھا - کہ یہ تم لے لو - ہم کوئی اور مکان

ڈھونڈ لینگے یہ سب قرآن مجید کی اطاعت تہی۔ کہ یہ بزرگ لطیف طرز مین سمجہاتے جس سے بُرا بھی نہ لگے۔

یصلون علی النبی۔ صلوٰۃ کے معنے حمد و ثنا (۲) دُعا (۳) اعلیٰ مرتبہ کی وہ دُعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے (۴) رحمت خاصہ

مورخہ ۱۱۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۵ احزاب رکوع ۸)

یدنین علیھن من جلابیبھن۔ لٹکادین اپنے اُوپر اپنی چادرون کو یعنے گھونگٹ کو چہرہ پر بڑہا کر رکہین۔

ثم لا یجاورونک فیھا۔ قریب تیرے نہ پھٹکنے پائین گے۔
یہ آیۃ کریمہ شیعون کے لئے قوی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مدینہ سے نہین نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے مین دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات مین آپ کی معیّت کا شرف حاصل رہا۔

عن الساعۃ۔ وہ گھڑی جسمین منافق نکال دئے جائین گے۔

لعل الساعۃ تکون قریبا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپنے نام بہ نام منافقین کو نکال دیا۔

مورخہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۹۔ سورہ احزاب رکوع ۹)

آذوا موسیٰ۔ فرعون نے دُکھ دیا۔ وہ ہلاک ہُوا۔ قارون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہُوا۔ تورات مین لکھا ہے۔ کہ آپ کو عورتون کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام دینے مین شامل تھی اس کو جذام ہوگیا۔

الامانۃ۔ احکام

فابین ان یحملنہا۔ انکار کیا اس سے کہ خیانت کرین۔

حمل الامانۃ عربی زبان مین خیانۃ کو کہتے ہین۔

حملہا۔ انسان نے ان مین بہت خیانت کی۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنیوالا ہے اور بہت جاہل۔

یہان سورہ احزاب کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۂ السباء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۷۔ سورہ السبا رکوع ۱)

سورہ احزاب مین جس حالت کا ذکر ہُوا۔ وہ مسلمانون کی مشکلات کے متعلق ہے (۱) تظنون باللہ ظنونا۔ (۲) بلغت القلوب الحناجر (۳) ھنالک ابتلی المومنون۔ مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے۔ کہ احزاب شکست یاب ہون گے غزوہ احزاب کے بعد مسلمانون پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ راحت و آسائش مین خدا بھول جاتا ہے اس لئے ایسے لوگون کے واقعات مسلمانون کی عبرت کے واسطے بیان کئے۔ جن کو ہر طرح آسائش دی گئی اور وہ خدا کی عبادت سے غافل ہوگئے۔ تو سزایاب ہوئے۔

ما یلج فی الارض۔ یہ آیات سمجہاتی ہین کہ جیسے کروگے ویسا پاؤگے۔ جو بیجوگے وہی نکلیگا۔ نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

ما ینزل من السماء۔ اس مین احکام بھی شامل ہین

ما یعرج فیھا۔ نیک اعمال خدا کے حضور چڑھتے ہین۔

الا فی کتب۔ کتاب کے معنے حفاظت۔

الی صراط العزیز الحمید۔ پس وہ راستہ موجب ذلت و مذمت نہین کیونکہ وہ عزیز و حمید کا رستہ ہے۔

ان نشاء نخسف بھم الارض۔ اگر ہم چاہین گے تو اسی زمین مین ذلیل کردین گے۔

کسفا من السماء۔ ایک وقت آسمان کے بادلون کے ذریعے نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک جنگ بدر مین مینہ کے ذریعے مومنون کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

مورخہ ۱۵۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۸ سورہ السبا رکوع ۲)

اس رکوع مین دو گواہیان پیش کی ہین۔ آل داؤد۔ آل سبا۔ داؤد و سلیمان کو سب مسلمان جانتے ہین۔ مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہین جانتا۔

یجبال۔ اے پہاڑی لوگو۔ اور پہاڑو

والطیر۔ اور پرندے۔

قدر فی السرد۔ زرہ جو بناؤ ایک اندازہ رکھو۔ حلقے چھوٹے چھوٹے ہون (ب) ہتھین اندازہ کی ہون (۲) دنیا کے کامون کو ایک اندازہ سے کرو یعنی ایک وقت مقرر کرو۔ پھر دین کے لئے بھی کچھ کرو۔

السابغ۔ طاقت۔ نفاذ امر۔ حکومت۔

غدوھا۔ مشرق مغرب کی حدود مین آپ کی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تہی۔

دوم یہ کہ آپکے جہاز چلتے۔ جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کر لیتے

دابۃ الارض۔ ملے کر سیہ جسد اُسے اس کے معنے حل ہوتے ہین۔ یعنی سلیمان کے تخت پر جو بیٹھا۔ وہ جسد ہی جسد تہا۔ روحانیت سے بے بہرہ تہا پس سلیمان کی موت پر آپکے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہُوا۔ سب برکات (حکومت نبوت) جاتی رہین۔

الجنّ۔ اس ملک کے شریر لوگ

کان لسبأ۔ سبا ایک شخص کا نام تھا اس کے دس بیٹے تھے۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا۔ یمن مین۔

سیل العرم۔ طغیانی جو بڑی تیز ہو۔

اثل۔ پنجابی (پھروان) عرب مین ایک مثل ہے۔ تفرقت ایدی سبا یعنی فلان ایسا تباہ ہوا۔ جیسے سبا۔

الّا الکفور۔ کافر سے مراد کافر باللہ نہین بلکہ کافر نعمت۔

قریٰ ظاھرۃ۔ ایک گاؤن سے دوسرا گاؤن نظر آتا اور دوسرے سے تیسرے

بٰعِدْ بین اسفادنا۔ اپنے اعمال اور زبان حال سے یہ آرزو کی۔

صبّار۔ جو اپنے آپ کو بدیون سے روکتے ہین

شکور۔ اور پھر خدا کی نعمتون کی قدر کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتون کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہین۔

مورخہ ۱۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۵۔ سورہ السبا رکوع ۳)

قل ادعوا۔ یہ مشرکان مکہ کو خطاب ہے۔ کہ بت تمہارے کام نہین آئین گے اور نہ ان کی سفارش مفید ہوگی۔

یجمع بیننا۔ ایک مٹھ بھیڑ کرے گا (بدر کی پیشگوئی)

ثُمّ یفتح۔ وہ مٹھ بھیڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی۔

متی ھذا الوعد۔ اس سے ثابت ہوا کہ مکہ والے یجمع بیننا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے۔ جبھی پوچھا کہ ایسا کب ہوگا۔

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے۔ ویقولون متی ھذا الوعد کے جواب مین فرمایا۔ قل عسیٰ ان یکون ردف لکم۔ یعنی مین جب یہان سے چلا جاؤن گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا۔ یعنی میرے بعد آئے گا۔ ویقولون متی ھذا الفتح ان کنتم صادقین۔ یہان وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے۔ اس کے جواب مین فرمایا۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم۔

میعاد یوم۔ میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد۔ یوم سے مراد الہامی زبان مین سال بھی ہوتا ہے۔

مورخہ ۱۸۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۰۔ سورہ السبا رکوع ۴)

لن نؤمن۔ کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہین۔ بر ہموا نہی مین سے ہین۔ کیونکہ تمام کتب الٰہیہ کا اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے مگر یہ لوگ کہتے ہین۔ کہ دروغ مصلحت آمیز ہے۔ یہ مذہب نیا نہین تفسیر کبیر مین ہے۔ کہ براہمہ منکر للنبوت ہین۔

الظالمون۔ سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہین۔ ایک مفتری علی اللہ۔ دوم جو نبیون کا انکار کرے۔ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذّب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکٰفرین۔

مکر اللیل والنھار۔ جو تدبیرین تم نے دن رات ہمارے لئے کین اور اپنی باتون سے ہمین راہ حق سے روکا۔

یبسط الرزق۔ یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے وارث مسلمان ہون گے۔

مورخہ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۱ و ۱۲ سورہ السبا رکوع ۵ و ۶)

ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے۔ مثلاً ریل کے جس درجے مین بیٹھنا ہو اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا۔ اسی طرح خدا کے تقرب کے جو سامان ہین وہ یہان بیان فرماتا ہے۔

من اٰمن وعمل صالحاً۔ سچے علوم پر کامل یقین (۲) پھر ان کے مطابق عمل ہو۔ پس یہ تقرب الی اللہ کے سامان ہین۔

لھم جزاء الضعف۔ جزاء بڑھ بڑھ کر ہیگی۔

فھو یخلفہ۔ دیکھو۔ حضرت ابوبکر و عمر نے اگر ایک مکان اللہ کے لئے چھوڑا تو اس کے عوض مین ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی۔

ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُسے ایک سپاہ کا جرنیل بنا کر بھیجدیا۔ اور فرمایا فلان قوم پر تا صدور حکم حملہ نہ کرنا اس نے مخفی اسباب سے حملہ کردیا اور شکست کھائی۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔

للملٰئکۃ۔ ملائکہ سے یہان مقدس لوگ مُراد مین۔ ان ھٰذا الا ملک کریم سے ثابت ہے کہ پاک لوگون کو بھی عربی زبان مین ملائکہ کہہ لیتے ہین۔

یعبدون الجنّ۔ یہان جن کو جنّ فرمایا ان کو اس سے پہلے رکوع مین الذین استکبروا فرمایا۔ اس سے پہلے اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ فرمایا۔

سحرٌ مبین۔ دلربا باتین کرتا ہے۔ جو ہمین اپنی قوم سے کٹوانے والی ہین۔

یقذف بالحقّ۔ حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑ دیگا۔ یہ پیشگوئی ہے اسی لئے علام الغیوب صفت کا ذکر ساتھ ہی کردیا۔

مورخہ ۲۱۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۱۲۔ سورۃ السبا رکوع ۶)

مذہبون مین اختلاف ہے۔ مگر حق کا پانا کوئی ایسا مشکل امر نہین۔ مثلاً بُت پرست مین صرف اتنا غور کافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کی پرستش کرتے ہین۔ وہ خود اپنے

ہاتھ سے گھڑتے ہیں۔

پھر نبیون کے منکر ہیں۔ وہ دیکھیں۔ کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفون کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ راستبازون کی جماعت حق پر ہے۔

بنی پر جنون کا شبہ بہت ہی مکروہ بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لا سکتا ہے اور ایسے قوانین وضع کر سکتا ہے اور اپنے کامون کے نتیجے اپنی آنکھون کے سامنے بار آور دیکھ سکتا ہے۔

بین یدی عذاب شدید۔ یہودی مسیح کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پلاطوس کو ان کی ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا۔ کہ یہودی انھی عیسائیون کے ہاتھ سے مذموم و مدحور ہو گئے۔

و ما یعید۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ کہ مکہ مین پھر کبھی ایسی بُت پرستی نہ ہوگی۔

و اخذوا من مکان قریب۔ پکڑے جاؤ گے۔ ایک مکان مین جو قریب ہے۔ چنانچہ بدر مین ایسا ہوا۔ پھر مکہ مین۔ چنانچہ وہان انہی منکرون نے آمنا کہا۔

و یقذفون بالغیب۔ یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اس کی امداد کوئی نہین۔ تم غیب کی باتون سے بہت دور کے مکان میں ہو۔

مریب۔ ہلاک کرنے والا۔

یہان سورۂ السبا کے نوٹ ختم ہوئے

ابتدا سورہ فاطر رکوع نمبر ۱

پارہ ۲۲ رکوع ۱۳

مورخہ ۲۲ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے۔ وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء کی نسبت ہمین اتنا ہی علم ہو سکتا ہے۔ جتنا وہ خود اپنے انبیاء۔ اولیاء کی معرفت بتلائے۔ پس اللہ کی ذات و صفات۔ ملائکہ۔ قبر۔ حشر۔ دوزخ۔ جنت۔ پل صراط کے متعلق ہمارا علم وہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جو خود اس نے فرما دیا۔ اور اسی حد تک ہمین ان مین گفتگو کرنے کی اجازت ہے۔

اولی اجنحۃ۔ یہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتون کے پر ہین ان سے کیا مراد ہے۔ یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہ جنھون نے فرشتون کو بچشم خود دیکھا جس نے کچھ نہین دیکھا۔ اس کا اعتراض بے وقوفی ہے۔

لا الٰہ الا ھو۔ وہی کامل قدرت والا غیر محتاج ہے۔ جو کچھ کسی کو دیا ہے وہ اس کی عطا ہے اور پھر موجود و آیندہ کے لئے پھر محتاج کا محتاج۔

مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۴ - سورہ فاطر رکوع نمبر ۲)

زین لہ سوء عملہ۔ جسکو بُرے اعمال خوبصورت نظر آتے ہیں۔

فراٰہ حسناً۔ پھر اس بدعملی کو اچھا جانتا ہے۔

فان اللہ یضل من یشاء۔ خدا کیطرف سے گمراہی کا فردِ جرم انہی پر لگتا ہے۔ جو ضلالت کی راہ عمداً اختیار کرے۔

و العمل الصالح یرفعہ۔ سمجھایا کہ نیک باتون کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔

من عمرہٖ۔ اس ہ کا مرجع کیا ہے اس سے ایک مسئلہ* حل ہوتا ہے۔ یہ ضمیر اس معمر کے مثل کی طرف جاتی ہے۔ (* مسیح سے مراد مثیل مسیح)

و من کل تاکلون۔ یعنی جس طرح تلخ اجاج سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہین اسی طرح انہی گندے لوگون سے نیک بن کر اسلام مین آجائین گے۔

مورخہ ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۵ - سورہ فاطر رکوع ۳)

الفقراء۔ امیر سے امیر انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ ایک دم کا ایسا احتیاج ہے۔ کہ یہ زندگی و موت کا سوال ہے اور پھر احتیاج بھی عجیب طور پر ہے۔ کہ ایک طرف سے ہوا کے داخل ہونے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف ہوا کے خارج ہونے کا۔ ایکطرف پانی پینے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اخراج کی حاجت ہے۔

انسان حق کا بھی محتاج ہے۔ اور حق کے علم پر عمل کرنے کے لئے توفیق کے حصول کا بھی ویسا ہی محتاج ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فسق و فجور مین مبتلا ہو جاوین۔

مورخہ ۴ - ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۶ - سورہ فاطر رکوع ۴)

باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ مین پڑتا ہے۔ پھر وہ ماں کے پیٹ مین جاتا ہے۔ تو ماں کے اور اس کے گھر مین آنے جانے والون کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحبتون۔ ہم نشینون۔ دُعائین کرنے والون وغیرہم کا اثر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۸ - برس تک۔

انزل من السماء ماءً۔ یہی حال وحی الٰہی کا ہے۔

ثمرات۔ کھجور۔ انگور۔ ۱۲۰ قسم کے ہوتے ہیں۔ جس طرح پانی ایک ہی ہے، مگر بھون اور زمینون کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہین اسی طرح خدا کی پاک وحی (قرآن) کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔